189

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ثقافت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. سید حسن مرتضیٰ: ضلع جھنگ کے متعدد دیہات و مواضعات جو دریائے چناب کے کنارے واقع ہیں ان میں بیس ہزار سے زائد نفوس آباد ہیں ان مواضعات کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی پر اس وقت کماد کی فصل بالکل تیار ہے اور گندم اور دیگر فصلات کاشت کی جارہی ہیں۔ ان فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے تمام رابطہ سڑکیں دریائے چناب میں آنے والے حالیہ سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ اب فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے کوئی راستہ نہ ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے دریائے چناب نے اپنا راستہ بھی تبدیل کر لیا ہے۔ ذرائع آمدورفت نہ ہونے کی وجہ سے کسان بے حد پریشان ہیں۔
لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ موضع جوگیرہ (ضلع جھنگ) میں فوری طور پر کشتیوں کا پل بنایا جائے تاکہ کسان اپنی فصلات کو منڈی تک پہنچا سکیں۔

2. ڈاکٹر فائزہ اصغر: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبے کے بنیادی ہیلتھ یونٹوں، تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی بہتر سہولتوں اور جدید آلات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ کوئی بھی مریض رقم نہ ہونے کی وجہ سے طبی سہولتوں سے محروم نہ رہے اور اس کی جان بچائی جا

سکے۔

190

3. جناب اعجاز احمد خان: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ حج اور عمرہ کے لئے سعودی عرب کا کرایہ عمومی فضائی کرایہ کے برابر کیا جائے۔

4. محترمہ زوبیہ رباب ملک: محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے ایک مراسلہ نمبر FD.PC.2.2./2010 مورخہ 11۔نومبر 2010 کے ذریعے صوبہ پنجاب کے تمام صوبائی سرکاری ملازمین کی سالانہ انکریمنٹ 2010 میں 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ پر پابندی لگا دی ہے، جبکہ یہی اضافہ وفاقی حکومت اور دیگر تینوں صوبے اپنے ملازمین کو دے رہے ہیں۔ لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ دیگر صوبوں اور وفاق کی طرح صوبہ پنجاب کے صوبائی سرکاری ملازمین کو بھی سالانہ انکریمنٹ 2010 کے موقع پر 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ دیا جائے۔

5. چودھری عامر سلطان چیمہ: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بھاگٹانوالہ (سرگودھا) میں قائم ایئرپورٹ دوبارہ چالو کر کے یہاں سے کراچی، اسلام آباد، لاہور اور کوئٹہ کے لئے پروازیں شروع کی جائیں تاکہ سرگودھا کے عوام کا بالعموم اور تاجروں کا بالخصوص دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔

191

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

منگل،4۔جنوری2011

(یوم الثلاثہ،28۔محرم الحرام1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر43منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (1) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (2)
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (3)
اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (4)
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ (5)

سُوۡرَةُ الحُجرَات آیات1تا5

مومنو!(کسی بات کے جواب میں)اللہ اور اُس کے رسُول سے پہلے نہ بول اُٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔بیشک اللہ سُنتا جانتا ہے(1)اے اہلِ ایمان!اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اُونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو(اس طرح)اُن کے روبرو زور سے نہ بولا کرو(ایسا نہ

ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو(2) جو لوگ اللہ کے پیغمبر کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے اُن کے دل تقوے کے لئے آزما لئے ہیں۔اُن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے(3) جو لوگ آپ کو حُجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں(4) اور اگر وہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر اُن کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے(5)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رحمتِ دو جہاں حامی بے کساں شافع اُمتاں وہ کہاں میں کہاں
رہبر رہبراں سرورِ سروراں تاج دار شہاں وہ کہاں میں کہاں
اُن کی خوشبو سے مہکے چمن در چمن تذکرے آپ کے انجمن انجمن
چاند کی چاندنی تاروں کی روشنی ان کے رُخ سے عیاں وہ کہاں میں کہاں
مہرلکاء خُوشنوا دلبرا دلکشا مجتبیٰ مصطفیٰ رہنما پیشوا
جملہ محبوبیاں ان گنت خوبیاں ہو سکیں نہ بیاں وہ کہاں میں کہاں
عاشقوں کے لئے طور سینہ بنا اُن کے قدموں سے یثرب مدینہ بنا
وہ بلائیں مجھے یاد آئیں مجھے تو اُڑ کے پہنچوں وہاں وہ کہاں میں کہاں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ ایک بہت important issue ہے، کل بھی آپ نے مجھے floor دیا تھا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! دیکھ لیں، آپ کی مرضی ہے۔ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں جتنے بھی صاحبان تھے ان سب کی موجودگی میں یہ باتیں ہوئی ہیں کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر سے پرہیز کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ وقفہ سوالات کے بعد اس پر وقت دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کے بعد؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! کل بھی آپ نے مہربانی کی تھی۔ تیل اور گیس کی قیمتیں بڑھنے سے جو ایک مہنگائی کا سیلاب آیا ہے اس پر بحث کے لئے وقت مختص کیا تھا لیکن بدقسمتی سے پیپلز پارٹی کے ایک ممبر نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا تاکہ اس مسئلے پر بحث نہ ہو سکے۔ اسی سلسلے میں ڈاکٹر طاہر علی جاوید گزارش کرنا چاہ رہے ہیں۔ یہ چونکہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہ جو معزز ممبر نے فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: اب میں نے floor ان کو دے دیا ہے۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! I think floor میرے پاس ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی بحث کرنے کے لئے تیار ہے۔

DR. TAHIR ALI JAVED: Mr. Speaker! Your Honour I have the floor.

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ پیپلز پارٹی کے ایک ممبر نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ جی! میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں آپ! اس طرح سے نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ نے floor ہمیں دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے منسٹر صاحبان بھی تشریف فرما ہیں۔ جی، آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب وسیم قادر: جناب والا! Question Hour pending ہے۔ ہم سوالات کا دو دو سال تک انتظار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، میرے بھائی میں اب ان کو کہہ بیٹھا ہوں اور میں نے ان کو floor دے دیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دو منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں دوں گا۔

DR. TAHIR ALI JAVED: Thank you. Mr. Speaker! I won't take more than two minutes, Sir!

جناب سپیکر: تقریر کرنا چاہیں گے؟

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ It is on record میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے صرف وہ بات کی جائے کہ جس میں پنجاب یا پاکستان کے عوام کا معاملہ ہو، کل آپ نے اجازت دی کہ یہ ایک بہت بڑا issue ہے، میڈیا پر بھی آ رہا ہے، قومی اسمبلی میں بھی اس پر پوری debate ہوئی ہے۔ ایک مہنگائی کا طوفان جو یکم جنوری کو ہمیں تحفہ کے طور پر دیا گیا ہے یہ پاکستان کے عوام کے ساتھ ظلم ہے۔ اس کے بعد وزیر قانون صاحب اٹھے اور انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر طاہر علی جاوید کا point valid ہے اور اس پر discussion ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: ہم نے ٹائم دے دیا تھا۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: آپ نے ٹائم دے دیا لیکن اس کے بعد میں یہ بات یہاں پر openly کرنا چاہتا ہوں کہ میں آئل اینڈ گیس اتھارٹی کا Notification لایا ہوں۔ انہی کا Notification لایا ہوں لیکن یہ جس طرح کوئی شخص بات کرنے سے، جواب دینے سے گھبرا جاتا ہے کل ایک سازش کے تحت ان میں سے کوئی اٹھا اور اس نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا کون صاحب اٹھے، میں تو اس وقت یہاں پر نہیں تھا۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کی جو تکالیف ہیں آپ آنکھیں بند کر کے ان سے دور نہیں ہو سکتے۔ .You must face your own Notifications اور آج میری demand ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔ That's all sir.

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کسی بات کی repetition نہیں سنوں گا۔ I tell you.

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاہور کے جو داخلی اور خارجی راستے ہیں ہم جب صبح اپنے گھر سے اجلاس کی طرف آتے ہیں۔۔۔

جناب وسیم قادر: آپ بھی تو لاہور میں رہتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں لاہور میں رہتا ہوں لیکن بیگم کوٹ شاہدرہ میں رہتا ہوں۔ جب ہم سگیاں پل یا پرانے راوی پل کی طرف سے گزرتے ہیں تو یقین کریں کم از کم آدھا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ کوئی سات آٹھ سو گاڑیوں کی لمبی لائن لگی ہوتی ہے اور صرف ایک چھوٹا سا راستہ دیا ہوتا ہے، صرف دو یا تین سپاہی کھڑے چیک کر رہے ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں سے وہ پیسے بٹور رہے ہوتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ دہشت گردی

کو روکنے کے لئے ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔آج تک لاہور کے کسی بھی داخلی یا خارجی راستے پر پولیس کے کسی جوان یا افسر نے دہشت گردی میں ملوث کسی شخص کو گرفتار کیا اور نہ ہی ناکے پر کوئی بارود یا بم برآمد ہوا ہے۔یہ صرف اور صرف عوام کو تنگ کرنے کے لئے ہے۔میں کہتا ہوں کہ اگر یہ ناکے لگانا اور چیکنگ کرنا ضروری ہی ہے تو پولیس کے افسران نے جو اپنے پروٹوکول اور اپنی حفاظت کے لئے بیس بیس، پچاس پچاس اور سو سو بندے اور پچاس پچاس گاڑیاں لگائی ہوئی ہیں انہیں کم کیا جائے۔آپ ذرا آئی جی پنجاب کے دفتر کے باہر کی صورتحال دیکھ لیں وہاں پر کم از کم ایک ہزار سے زیادہ بندے دفتر کی سکیورٹی پر لگے ہوئے ہیں۔میری تجویز ہے کہ وہاں سے سکیورٹی کو آدھا کر کے وہی پانچ سو بندے تقسیم کر کے ناکوں پر لگا دیں۔ناکوں پر چیکنگ کریں لیکن چیکنگ کے لئے پولیس کی تعداد بڑھا دیں تاکہ عوام کے لئے پریشانی نہ ہو۔وہاں دو دو، تین تین گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔آپ کی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): اگر وہاں ناکوں پر کوئی بم بلاسٹ ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔آپ اپنی پارٹی میٹنگ میں یہ باتیں ضرور کیا کریں لیکن ذرا ہاؤس کا ٹائم دیکھا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ایک منٹ۔سوہنا صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے تذکرہ کیا کہ کل کورم کی نشاندہی کر کے اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کسی بھی مسئلے پر کوئی سنجیدہ گفتگو یا بحث کرنا چاہتے ہیں تو ان کی سب سے بڑی اور پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ان کا تعلق جس جماعت سے بھی ہے اس جماعت کے ممبران اسمبلی کو تو پابند کریں کہ اتنے اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔میں ان کو گارنٹی دیتا ہوں کہ جب ان کے آدھے ارکان بھی یہاں موجود ہوں گے تو پیپلز پارٹی کے پورے ارکان یہاں بیٹھ کر ان کی پوری بحث سنیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں جو آپ نے کی ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی، لغاری صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
مہنگائی کے حوالے سے قرارداد پاس کرکے وفاق کو ارسال کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی issue پر Saturday سے میری ایک قرارداد جمع ہوئی ہے۔ میں نے کل آپ سے گزارش بھی کی تھی کہ مہربانی کرکے اسے out of turn take up کرکے پاس کرلیں تاکہ price-hike کے بارے میں پنجاب کے لوگوں کی جو feelings ہیں ہم وہ وفاقی حکومت کو پیش کردیں۔ اس پر ہمارا اختیار نہیں بلکہ یہ اختیار وفاقی حکومت کا ہے لیکن ہم یہاں سے سفارش بھیج دیں۔ میں نے کل بھی آپ سے گزارش کی تھی لیکن آپ نے میری درخواست کو زیادہ پذیرائی نہیں دی۔ میری پھر آپ سے گزارش ہے کہ ہم اس ایوان سے ایک قرارداد پاس کرلیں اور یہ ہاؤس اپنی رائے ایک قرارداد کے ذریعے وفاقی حکومت کو بھیج دے۔

جناب سپیکر: یقیناً۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ہم یہاں پر جتنی بھی بحث کرلیں لیکن جب تک ہم ایک قرارداد کی صورت میں وفاقی حکومت سے درخواست نہیں کرتے تو اس بحث کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا لہذا میری گزارش ہے کہ اس بارے میں میری جو قرارداد جمع ہے اسے joint لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: کل بات ہوگئی تھی اور میں نے اس کے لئے ٹائم fix کردیا تھا لیکن اگر آپ نہ ہوں تو میں کیا کروں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ہاؤس سے ایک قرارداد جاتی ہوتی ہے۔ ہماری یہاں کی بحث کا کوئی اثر نہیں، ہماری یہاں کی بحث کسی کام کی نہیں ہے۔ جب ہم اس ایوان سے ایک قرارداد بھیجیں گے تو وہ وفاقی حکومت کو جائے گی۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اس بارے میں کچھ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!کل لغاری صاحب نے یہ بات کی تھی لیکن کوئی بھی تحریک التوائے کار یا قرار داد out of turn لینی ہو تو اس کا طریق کار بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر طے ہو گیا ہے لہذا اب میں اس سے تو انحراف نہیں کر سکتا۔یہ راجہ صاحب سے بات کر لیں تو مجھے out of turn لینے پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور قائد حزب اختلاف کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔اگر راجہ صاحب agree ہو جاتے ہیں تو پھر قرار داد out of turn لائی جا سکتی ہے۔باقی کل جب اس کے لئے time fix ہو گیا تھا تو میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ صرف قرار داد ہی ہو تبھی اس ایوان کی رائے سامنے آتی ہے۔جب اس ہاؤس میں discussion ہوتی ہے تو اس سے بھی جو چیز سامنے آتی ہے وہ بھی اس ایوان کی رائے ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!محترم لاء منسٹر صاحب سے میرا سوال ہے کہ یہاں پر ہماری جو discussion ہو گی، کیا اس کی کاپی وفاقی حکومت کو جائے گی؟ ہماری قرار داد تو ایک سفارش کی صورت میں وفاقی حکومت کو جائے گی لیکن ہماری debate نہیں جائے گی۔

جناب سپیکر:آپ کی debate اور بھی سن رہے ہیں اسے آپ اکیلے تو نہیں سن رہے بلکہ اسے سب سن رہے ہیں،اوپر میڈیا بھی بیٹھا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میڈیا میں تو یہ بات already ہو رہی ہے لیکن یہاں سے officially ہماری قرار داد ہی جائے گی۔

جناب سپیکر:پھر آپ اس میں serious ہو کر بات کریں۔رانا صاحب نے جو بات کی ہے جب سینئر منسٹر صاحب آ جاتے ہیں تو آپ تینوں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آپ rules suspend کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:وہ میں کروں گا لیکن آپ آپس میں تو بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی issue پر اس ہاؤس میں discussion ہو رہی ہوتی ہے تو وہ بات اسی وقت relevant quarters کو پہنچ جاتی ہے لیکن اگر وہ صرف قرار داد ہی لانا چاہتے ہیں تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی نے جو طریق کار طے کیا ہے وہ اس کے مطابق آ جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اس ہاؤس سے بہت ساری قرار دادیں پاس کی ہیں، کبھی کسی چیز کو condemn کرنے کے لئے کی ہیں، کبھی کسی چیز کو appreciate کرنے کے لئے کی ہیں لیکن ہم نے ان چیزوں پر کبھی بھی debate نہیں کی۔ مجھے بتادیں کہ قرار داد پاس کرنے میں کیا برائی ہے؟

جناب سپیکر: آپ debate سے اجتناب کیوں کرتے ہیں، آپ debate کیوں نہیں کرتے اور اس میں آپ کا کیا مسئلہ ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! debate ضرور کریں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ وفاقی حکومت کو قرار داد جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ایک طریق کار ہے اور وہ آپ کو بتا دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے اس طریق کار پر بہت دفعہ compromise کیا ہے۔

جناب سپیکر: سینئر منسٹر صاحب آتے ہیں تو پھر بات کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ٹائم آپ کا ہے مجھے کیا اعتراض ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے کل بھی point raise کیا تھا اور آج بھی بات کی ہے۔ عوام پر جو پٹرول بم گرا ہے اس سلسلے میں میری چھوٹی سی مؤدبانہ گزارش ہے کہ آج ہاؤس کی کارروائی suspend کر دیں بلکہ وقفہ سوالات کو بھی suspend کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ہاؤس میں وقفہ سوالات کا بول چکا ہوں اس لئے وہ suspend نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہمیں سب سے پہلے اس issue کو take up کرنا چاہئے۔

سوالات

(محکمہ ثقافت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: ادھر بھی صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، آپ ذرا ان سے بھی بات کر لیں۔ اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ جی، وسیم قادر صاحب! آپ کا سوال ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ اتنا serious issue ہے اس کے باوجود جو حاضری ہے اس کے بارے میں آپ کو بھی پتا ہے کہ کل کیا طریق کار بنا ہے؟ جب یہ debate شروع ہونے والی تھی اس وقت میں تو یہاں Chair پر نہیں تھا لیکن یہ بات سن کر مجھے افسوس ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تو پارلیمانی لیڈروں کی ذمہ داری تھی۔

جناب سپیکر: اس ہاؤس کے جتنے ممبر صاحبان ہیں یہ سب کی ذمہ داری ہے اور سب اپنے اپنے حلقے سے منتخب ہو کر آئے ہیں اگر ان کے حقوق کی حفاظت یہ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟ انہیں پوری طرح سے participate کرنا چاہئے۔ جی، وسیم قادر صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے ایک دفعہ کورم کی نشاندہی کی تھی تو آپ نے مجھے suspend کر دیا تھا اور کورم کے بارے میں میرا point مانا ہی نہیں تھا اور آنکھیں بند کر لی تھیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ question put ہو چکا تھا، اس وقت نہیں ہو سکتا تھا اور میں نے اسے اپنی رولنگ میں لکھ دیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جس کی لاٹھی اسی کی بھینس۔ آپ جو مرضی کریں، جب ہمیں موقع ملا تو ہم بھی ایسے ہی کریں گے جیسے آپ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ آپ پہلے کیا نہیں کرتے رہے جیسا آپ کرتے رہے ہیں یا ہم سنتے رہے ہیں ہم ایسا نہیں کریں گے۔ جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2218 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شالامار باغ لاہور کی کنٹین کے ٹھیکے کا مسئلہ

*2218: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ لاہور کے اندر کنٹین ختم کر دی گئی ہے وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عیدالفطر پر متعلقہ افسران اور عملہ نے کنٹین چلائی لیکن گورنمنٹ کو پیسا ادا نہ کیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شالامار باغ کی کنٹین کو ٹھیکے پر دینے اور ان بااثر لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو بغیر ٹھیکے پر کنٹین چلاتے ہیں، اگر رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) اگست 2004 میں شالامار باغ کا انتظام وانصرام وفاقی حکومت سے حکومت پنجاب محکمہ آثار قدیمہ کو سونپا گیا، قبل ازاں ایک کنٹین چل رہی تھی جو کہ وفاقی حکومت نے ٹھیکہ پر دی تھی، ٹھیکہ کی مدت شالامار باغ کے حکومت پنجاب کے سپرد ہونے کے بعد ختم ہوئی۔

وجوہات: شالامار باغ عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے حکومت پاکستان کے "تحفظ آثار قدیمہ" مجریہ 1975 کے تحت محفوظ عمارت ہے اور مجریہ 1975 اور حکومت پنجاب کے "تحفظ آثار قدیمہ" مجریہ 1985 کے تحت محفوظ عمارت کے نزدیک کسی قسم کی تجاوزات نہیں ہو سکتی، چونکہ کنٹین شالامار باغ کے اندر مشرقی دیوار کے ساتھ عارضی طور تعمیر کئے گئے سٹال میں موجود تھی اس لئے اس کو یہاں سے ختم کر دیا گیا۔

(ب) یہ غلط ہے کہ عیدالفطر کے موقع پر کنٹین متعلقہ افسران اور عملہ نے چلائی اور حکومت کو پیسا ادا نہ کیا۔ عوام الناس کی سہولت کے پیش نظر سیکرٹری اطلاعات، ثقافت وامور نوجواناں

کے حکم پر اور قانونی قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے عیدالفطر کے موقع پر کنٹین صرف 10یوم کے لئے ٹھیکہ پر دی گئی تھی، دس دن کی کل رقم انکم ٹیکس کے علاوہ مبلغ-/50000روپے تھی، رقم نیشنل بنک آف پاکستان میں سرکاری اکاؤنٹس نمبر5-011980-17 میں مورخہ 30-09-2008کو جمع کروادی تھی، رسیدوں کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ جز ہائے بالا کے جوابات اثبات میں نہیں اس لئے جز(ج)کا جواب مقصود نہیں ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز(ب)میں لکھا ہے کہ کنٹین صرف دس دنوں کے لئے ٹھیکہ پر دی گئی۔ انہوں نے یہ تو accept کر لیا کہ کنٹین عیدالفطر پر کھلی تھی اور انہوں نے اس کی-/50,000روپے آمدن بھی بتادی ہے۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ ایک عید تو نہیں آئی جبکہ کنٹین 2004 میں ختم کر دی گئی، ہر عید پر، ہر قومی دن اور بڑے دن پر یہ کنٹین کھولی گئی تو اس کی کتنی آمدنی ہوئی اور وہ کہاں ہے؟ چونکہ 2008 میں دو عیدیں آئیں، 2009 میں بھی دو عیدیں آئیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویرالاسلام): جناب سپیکر! یہ کنٹین صرف ایک دفعہ کھولی گئی تھی اور انہوں نے-/50,000روپے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے تھے۔ اس کے علاوہ یہ کنٹین نہیں کھولی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس بلڈنگ کو World Heritage نے own کیا ہوا ہے اور ان کے rules کے مطابق ہم شالامار گارڈن کے اندر کنٹین نہیں بنا سکتے۔ چونکہ یہ خوشی کا موقع تھا تو for the time being for public interest یہ کنٹین دس دن کے لئے کھولی گئی تھی۔ World Heritage یہ allow نہیں کرتا کہ ہم شالامار گارڈن کے اندر کنٹین بنائیں۔ اس کے علاوہ ہم نے ایک زمین لی ہے اور حکومت اس پر کنٹین بنائے گی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! ان کے جواب سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ 2004 سے لے کر اب تک صرف ایک دفعہ خوشی کا موقع آیا ہے۔ اس معاملے کو ذرا دیکھ لیجئے گا۔ دوسرا منسٹر صاحب نے ابھی بتایا ہے کہ کنٹین بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ میرا حلقہ ہے۔ چار ماہ پہلے سے یہ کنٹین بن چکی ہے، allot ہو چکی ہے اور Parking Stand بھی بن چکا ہے۔ جز(الف)کے جواب میں بتایا گیا

ہے کہ وہاں پر کوئی بھی کنٹین نہیں بن سکتی، چونکہ کنٹین شالامار باغ کے اندر مشرقی دیوار کے ساتھ عارضی طور پر تعمیر کئے گئے سٹال میں موجود تھی اس لئے اس کو یہاں سے ختم کر دیا گیا ہے۔ اب انہوں نے بالکل دیوار کے ساتھ نئی کنٹین بنائی ہے اور اس کو ٹھیکے پر بھی دیا ہے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ حکومت پنجاب نے 12 کنال 9 مرلے میلا گراؤنڈ میں ایک زمین acquire کی ہے جہاں پر کنٹین بنائی جائے گی۔ اس وقت شالامار باغ کے اندر کوئی کنٹین موجود نہیں ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بالکل شالامار باغ کی دیوار کے ساتھ کنٹین اور Parking Stand پچھلے چار ماہ سے کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: وسیم قادر صاحب! کیا یہ کنٹین اور Parking Stand شالامار باغ کی دیوار کے اندر ہیں یا باہر کی side پر ہیں؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! باہر کی side پر ہیں لیکن وہ شالامار باغ کا ہی حصہ ہے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں نے یہ بات وثوق سے اس لئے کہی ہے کیونکہ میں نے خود اس کو visit کیا ہے۔ جس سائیکل سٹینڈ اور کنٹین کی بات میرے بھائی کر رہے ہیں وہ پرانی بات ہے۔ اس وقت ضلعی حکومت نے شالامار باغ کے باہر سائیکل سٹینڈ بنایا تھا۔ اب ہم نے میلا گراؤنڈ میں زمین acquire کی ہے۔ اس کی auction بھی ہو چکی ہے اور اس auction کے میرے پاس figures بھی موجود ہیں۔ یہ اگست میں auction ہوئی تھی۔ شالامار باغ کے اندر کسی قسم کی کوئی کنٹین نہیں ہے۔ World Heritage نے حکومت پنجاب کے ساتھ جو MOU sign کیا تھا اس کی سب سے پہلی شرط یہ تھی کہ اس کے اندر کنٹین نہیں ہو گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اسی سوال کے حوالے سے ضمنی سول پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! شالامار باغ کو سیر و تفریح کے لئے پچھلے چند ماہ سے کھول دیا گیا ہے۔ ہم اس پر حکومت پنجاب کے بڑے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمارے شمالی لاہور کے مریض لوگوں کی سیر کے لئے اسے کھولا ہے۔ شالامار باغ صرف morning میں فجر کی نماز کے بعد کھولا

جاتا ہے۔کیا حکومت شالامار باغ کے track پر lights لگوا کر اسے evening میں بھی کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اس حوالے سے security point of view کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ ہم معزز ممبر کی اس تجویز پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ملک عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4703، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان، ثقافت کے فروغ کی تفصیلات

***4703: ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ ثقافت کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ب) 2007 سے لے کر اب تک محکمہ نے ثقافت کی ترقی کے لئے کتنے ثقافتی پروگرام کروائے ان کی تاریخ اور مقامات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ثقافت کی ترقی / فروغ کے لئے ضلع ملتان میں 09-2008 میں کتنا بجٹ رکھا گیا؟

(د) مذکورہ سالوں میں کتنا بجٹ ملازمین کی تنخواہوں پر اور کتنا بجٹ ثقافت کے فروغ پر خرچ ہوا، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف)

1۔ محکمہ ثقافت حکومت پنجاب کی جانب سے قائم کردہ ادارہ ملتان آرٹس کونسل کے ذریعہ ثقافت کے لئے کام کر رہا ہے جس میں فنون لطیفہ سے تعلق رکھنے والے تمام شعبوں میں کام کیا جاتا ہے۔ جس میں مصوری، ادبی، خطاطی، دستکاریاں، موسیقی، ڈرامہ، اور مجسمہ سازی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مذہبی پروگرام جن میں نعت خوانی، حسن قرات اور سیرت النبی کے پروگرام شامل ہیں۔

2۔ ملتان میں کرافٹ کونسل کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا جس میں ملتان کے تمام دستکاروں کو جگہ فراہم کی گئی جس میں دستکار اپنے فن پارے فروخت کرنے کے ساتھ ساتھ موقع پر اپنے فن کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ ملتان کرافٹس کونسل اپنی نوعیت کا

پاکستان میں منفرد و واحد ادارہ ہے جس میں تمام دستکار ایک ہی چھت تلے جمع ہیں۔ بیرون ممالک اور اندرون ملک سے ملتان آنے والے وفود کو ایک ہی جگہ تمام دستکاری دیکھنے کو مل جاتی ہے۔

3۔ پچھلے دو سالوں میں ملتان کے دستکاروں نے انگلینڈ، جرمنی اور انڈیا کی حکومتی دعوت پر ان ممالک کا دورہ کیا اور تمام دستکاروں کے جملہ اخراجات مذکورہ بالا ممالک نے برداشت کئے۔

4۔ ملتان کے دستکاروں و گلوکاروں کو آرٹ کے فروغ کے لئے ہر سال ادارہ لوک ورثہ اسلام آباد بھیجتا ہے جہاں پر وہ اپنے فن پاروں کے ہمراہ اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ملتان کے تین دستکاروں کو پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ اور دو گلوکاروں کو ستارہ امتیاز سے نوازا گیا۔

5۔ ملتان میں کوئی بھی سرکاری و نجی پروگرام ہو تو ہمارے دستکار و گلوکار اس میں شرکت کرتے ہیں۔

6۔ ملتان آرٹس کونسل میں صادق علی شہزاد کے نام سے آرٹ گیلری قائم کی گئی۔ یہ پاکستان میں اپنی نوعیت کی واحد آرٹ گیلری ہے جس میں ساٹھ سے زائد مجسمے نمائش کے لئے رکھے گئے ہیں۔

7۔ ملتان میں منعقد ہونے والے ہارس اینڈ کیٹل شو میں تمام ثقافتی سرگرمیاں ملتان آرٹس کونسل کرتی ہے۔

8۔ ملتان میں ہر سال منعقد ہونے والے جشن بہاراں میں دستکاروں کے اسٹال و فوک موسیقی اور لوک رقص کا انتظام ملتان آرٹس کونسل کرتی ہے۔

9۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے شعبہ سرائیکی سنٹر کے تعاون سے ملتان آرٹس کونسل سرائیکی زبان کے فروغ کے لئے سیمینار، محفل موسیقی اور سرائیکی مشاعرے بھی منعقد کرتی ہے۔

10۔ جشن آزادی کے سلسلے میں ملتان آرٹس کونسل اپنے پروگراموں کے علاوہ ضلعی انتظامیہ کے ساتھ مل کر ملی نغمے، میوزیکل شو، قرات و نعت خوانی اور بچوں کے لئے کوئز پروگرام۔ قرآنی خطاطی اور قائداعظم کے پورٹریٹ کی نمائش منعقد کراتی ہے۔

11۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے ملتان آرٹس کونسل اپنے پروگرامز کے علاوہ مختلف تنظیم ہائے و اداروں کے اشتراک سے ہمہ قسم کے پروگرامز اکثر و بیشتر کرواتی رہتی ہے۔

12۔ ملتان آرٹس کونسل میں باقاعدہ کلاسیکل و نیم کلاسیکل موسیقی کی کلاسز جاری ہیں۔ میوزک کلاس کے طلباء کا ہر ماہ میوزک شو منعقد کیا جاتا ہے جس میں کلاس کے طلباء اپنے

فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ریڈیو پاکستان ملتان سنٹر ہفتہ وار ادارہ کے موسیقی کلاس کے طلباء کا پروگرام براہ راست نشر کرتا ہے۔

13۔ ملتان آرٹس کونسل میں فائن آرٹس سے تعلق رکھنے والے تمام شعبہ جات کی کلاسز باقاعدگی سے جاری ہیں۔ جن کی نمائشیں ادارہ ہذا کی آرٹ گیلری میں ماہوار منعقد کی جاتی ہیں جس سے طلباء کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

14۔ ملتان آرٹس کونسل سرکاری و غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے مذہبی پروگرام، ملی نغمے، مقابلہ مصوری اور سپیشل بچوں کے ساتھ ساتھ اقلیتی کمیونٹی کے لئے پروگرام بھی منعقد کرتی رہتی ہے۔

(ب) تفصیل پروگرامز بمعہ تاریخ و مقام ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ملتان میں مالی سال09۔2008 میں ثقافت کی ترقی، فروغ اور ثقافتی پروگرام کروانے پر مبلغ۔/10,37,100روپے خرچ کئے گئے۔

(د)

1۔ ملازمین و افسران کی تنخواہوں کی مد میں مالی سال 2007تا 2009مبلغ ۔/56,85,170روپے کی ادائیگی کی گئی۔

2۔ ثقافت کے فروغ پر مالی سال 2007تا 2009مبلغ ۔/12,01,310روپے خرچ کئے گئے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں تقریباً چودہ pointsبیان کئے گئے ہیں جن میں انہوں نے محکمہ ثقافت کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کا ذکر کیا ہے۔ میں اس سارے جواب کو challengeکرتا ہوں کیونکہ یہ سب زبانی جمع خرچ ہے۔ ضلع ملتان میں کلچر کے فروغ کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ وہاں پر ملتان آرٹس کونسل کے نام سے ایک بڑا ادارہ ہے جہاں پر ڈرامے دکھانے اور موسیقی کے پروگرام arrangeکرنے کے سوا کچھ نہیں کیا جاتا۔ وہاں پر ثقافت کے فروغ کے لئے کچھ نہیں کیا جا رہا۔ مصوری، ادب، خطاطی، دستکاری اور فنون لطیفہ کو فروغ دینے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ ملتان کلچر اور فنون لطیفہ کے حوالے سے بڑا زرخیز خطہ ہے۔ جواب میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے یہ سب زبانی جمع خرچ اور ایک کارروائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ سارا زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔ یہ بات بھی حقیقت ہے، وہ ملتان کے ہی تین دستکار تھے

کہ جن کو Pride of Performance Award دیا گیا۔ میں ان کے نام معزز ممبر کی اطلاع کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔اللہ بخش،الٰہی بخش اور ملک عاشق کو Pride of Performance Award دیا گیا ہے۔ ثریا ملتانی صاحبہ میرے اسی معزز شہر ملتان کی خاتون تھی کہ جس کو ستارہ امتیاز دیا گیا۔اسی طرح پٹھانے خان بھی ملتان سے تعلق رکھتے تھے جن کو ستارہ امتیاز دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف زبانی جمع خرچ سے ستارہ امتیاز ملتے ہیں اور نہ ہی Pride of Performance صرف لکھ دینے سے ملتے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جی، بالکل یہ درست ہے لیکن ان فن کاروں کی اپنی ایک history ہے۔ انہوں نے اپنی ساری عمر فن کی خدمت کرتے ہوئے گزاری ہے۔پٹھانے خان نے کوئی 70/80 سال گائیکی کی ہے۔وہ ایک بڑا لوک فنکار تھا اگر اس کو Pride of Performance دیا گیا ہے تو کوئی احسان نہیں کیا گیا۔اسی طرح ثریا ملتانی اس وقت ایک بزرگ singer بن چکی ہیں اور وہ ساری زندگی گائیکی سے وابستہ رہی ہیں اگر ان کو Pride of Performance دے دیا گیا ہے تو یہ کلچر کے فروغ کے لئے کوئی بڑا احسان نہیں ہے۔اس علاقے میں کلچر کے فروغ کے لئے حکومت کی طرف سے کچھ نہیں کیا گیا۔ میرے خیال میں پچھلے چند سالوں سے ڈرامے اور موسیقی پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔تقریباً تمام سینما گھروں کو dancing hall بنا دیا گیا ہے۔جب کوئی بھی سٹیج کی بڑی اداکارہ اس شہر میں آتی ہے تو اس کے بڑے بڑے اشتہار لگائے جاتے ہیں، رکشوں کے پیچھے اور بڑے بڑے چوکوں پر اشتہارات کے ذریعے اس کی تشہیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے نئی نسل کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ ثقافت کوئی positive and productive activity بھی کرے۔ محکمہ ہوم بھی اس پر توجہ دے اور پچھلے کئی سالوں سے فحاشی کا یہ جو ایک نیا trend بن چکا ہے اس کی روک تھام کی جائے۔اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز بھی ہے کہ مزید سینما گھروں کو سٹیج ڈراموں میں تبدیل نہ کیا جائے،ان کو تھیٹر بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ان تھیٹروں میں جو کچھ ہوتا ہے اس بارے میں منسٹر صاحب اور باقی ممبران بخوبی آگاہ ہیں۔اب تو ہم کلچر کو چھوڑ کر لچر پن، عریانی، فحاشی اور بے حیائی کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح جز(ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ضلع ملتان میں مالی سال 2008-09 میں ثقافت کی ترقی، فروغ اور ثقافتی پروگرام پر مبلغ -/10,37,100 روپے خرچ کئے

گئے ہیں۔آ گے جز(د) کا جواب دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ملازمین کی تنخواہوں پر -/56,85170 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔اسی طرح مالی سال 2007 تا 2009 میں ثقافت کے فروغ پر مبلغ -/12,01,310 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔منسٹر صاحب اس کی تفصیل بتائیں کہ یہ کہاں خرچ ہوئے ہیں اور کیا اس کی کوئی حقیقت بھی ہے یا صرف اسمبلی میں کارروائی ڈالنے کے لئے یہ figures دے دیئے گئے ہیں، میں ان figures کو challenge کرتا ہوں کیونکہ ایسا کوئی output میرے سامنے نہیں آیا؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر سے درخواست کروں گا کہ اس جواب کے ساتھ ایک فہرست بھی دی گئی ہے جس کے مطابق 2007 سے لے کر اب تک 130 مختلف events ملتان آرٹس کونسل میں ہوئے ہیں۔ہمارے ملتان کے بہت سے فنکاروں نے پی۔ٹی۔وی shows میں ملتان آرٹس کونسل کی وساطت سے شرکت کی ہے اور وہاں پر اپنی performance show کی ہے۔اس کے علاوہ میں یہ بات بھی فخر سے کہوں گا کہ جب سے میں نے اس محکمے کا چارج سنبھالا ہے اس وقت سے لے کر آج تک تمام آرٹس کونسلوں میں ہر مہینے سیرت النبی ﷺ کا پروگرام ہوتا ہے۔ملتان کے تمام دستکاروں کو ملتان کرافٹ کونسل کے تحت ایک چھت کے نیچے موقع فراہم کیا گیا ہے کہ وہ وہاں پر اپنے ہنر، دستکاریوں اور فن کا مظاہرہ کر سکیں۔وہاں پر غیر ملکی visitors بھی آتے ہیں اور ان سے چیزیں خریدتے ہیں۔حکومت نے ان دستکاروں کے لئے یہ تمام انتظامات free of cost کئے ہیں۔ان دستکاروں کو ہم بیرون ملک بھی لے کر جاتے ہیں۔پچھلے دو سالوں میں ملتان کے دستکاروں نے انگلینڈ، جرمنی اور انڈیا کے حکومتی دورے بھی کئے ہیں جن میں حق نواز صاحب، فاطمہ بی بی اور مسٹر وجاہت تھے یہ وہ نام ہیں جو on the record ہیں اگر department کچھ نہیں کر رہا تو یہ لوگ انگلینڈ، جرمنی یا انڈیا کیسے چلے گئے اور مجھے فخر ہے کہ اتنے ہنر مند اور talented لوگ ملتان میں موجود ہیں اور اپنے محکمے کے funds کے لئے ملتان آرٹس کونسل اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال کیا گیا تھا کہ محکمہ ضلع ملتان میں ثقافت کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟ اس کا جواب 14 نکات میں دیا گیا، جواب کے 14 ویں نکتہ میں کہا گیا کہ ملتان آرٹس کونسل سرکاری و غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے مذہبی پروگرام، ملی نغمے، مقابلہ

مصوری اور سپیشل بچوں کے ساتھ ساتھ اقلیتی کمیونٹی کے لئے پروگرام بھی منعقد کرتی رہتی ہے۔
میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کون سے ایسے مذہبی پروگرام ہیں جو ثقافت میں fall کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ثقافت کا ہمارے مذہب سے بڑا close relation ہے اور یہ مذہب ہی کی وجہ سے ہے کہ ہم ایک دوسرے کی عزت واحترام کرتے ہیں۔ ہر آرٹ کونسل میں نعت شریف کا پروگرام ہوتا ہے اس کے علاوہ راولپنڈی آرٹ کونسل نے تلاوت قرآن مجید کا ایک بہت بڑا انعقاد کروایا جس میں competition ہوا اور جیتنے والوں کو انعامات ملے۔ ان آرٹس کونسلوں میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس بھی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ذوالفقار صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! پنجاب کی آرٹس کونسل کے ملازمین کو permanent نہیں کیا جا رہا اور بہاولپور آرٹس کونسل کے ملازمین کو تو pension بھی نہیں دی جا رہی تو وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ان کے ملازمین permanent نہیں ہیں تو یہ ثقافت کا فروغ کیسے کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جب پنجاب آرٹس کونسل فعال ہوئی تھی تو اس وقت کی Preamble میں pension نہیں رکھی گئی تھی۔ چیف منسٹر صاحب نے اس کی summary منگوائی ہے اور میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ یہی گورنمنٹ اور یہی خادمِ اعلیٰ میاں شہباز شریف پنجاب آرٹس کونسل کے تمام ملازمین کو pension دیں گے۔

جناب سپیکر: Very good۔ اب next question بھی ملک صاحب کا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4704۔

ملتان شہر، محکمہ کے زیر کنٹرول باغات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4704: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر میں محکمہ کے زیر کنٹرول کتنے باغ ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان باغوں کی موجودہ صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب ان کی دیکھ بھال اور تزئین و آرائش کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(د) ان باغوں کی دیکھ بھال کے لئے 08-2007 سے آج تک کتنے اخراجات کئے گئے نیز ان کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان باغوں کی سالانہ آمدنی کتنی ہے اور ان پر سالانہ کتنے پیسے خرچ کئے جاتے ہیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

ملتان شہر میں کوئی بھی باغ محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول نہیں ہے لہذا اس ضمن میں کوئی اخراجات بھی نہیں کئے گئے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب آیا ہے کہ ملتان شہر میں کوئی بھی باغ محکمہ آثارِ قدیمہ حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ ملتان شہر میں محمد بن قاسم کے نام سے ایک باغ ہے جب محمد بن قاسم سندھ سے آیا تھا تو ملتان میں اس کی یادگار کے طور پر وہ باغ بنایا گیا، ایک باغ کا نام لانگے خان باغ ہے جو ملتان کے حاکم نواب مظفر خان نے بنوایا تھا، ایک عام خاص باغ ہے جو ملتان کے ایک اور حاکم مول راج سنگھ نے بنوایا تھا، یہ تینوں پرانے باغ ہیں اور ان کے پیچھے ایک history ہے تو حکومت پنجاب اور محکمہ آثار قدیمہ ان باغوں کو اپنے زیر کنٹرول لے کیونکہ ان باغوں کی ایک تاریخ ہے اور ان کے پیچھے ایک پس منظر ہے۔ ابھی ان باغوں کی حالت بہت خراب ہے میں اس ضمنی سوال کے ذریعے اس معزز ایوان کی وساطت سے حکومت پنجاب اور وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان باغوں کی دیکھ بھال کے لئے کچھ کرنا چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے معزز ممبر ایک بات بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہمارے شہر میں باغ ہیں ان کو آثار قدیمہ کے تحت لے لیا جائے۔ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ملتان شہر میں آثارِ قدیمہ کے زیر اہتمام کتنے باغ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ملتان شہر میں ایک single باغ بھی محکمہ آثارِ قدیمہ کے زیر اہتمام نہیں ہے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان باغات کو محکمہ آثارِ قدیمہ کے زیر اہتمام ہونا چاہئے تو میرے معزز ممبر as

اس کو Govt. of Punjab کے سامنے لے آئیں تو a policy, Govt. of Punjab دیکھے کہ کیا وہ اس طرح سے ہے یا نہیں؟ چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ آثارِ قدیمہ کے جتنے بھی باغات اور جتنی بھی عمارات ہیں. They should be enrolled by the world heritages لہذا وہاں پر ہمارے پاس ایسا کوئی باغ ہے اور نہ ہم نے کوئی خرچ کیا ہوا ہے تو یہ ان کا دوسرا مؤقف بنتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو محکمہ آثار قدیمہ کے ساتھ مل کر ان باغات کو اس کے زیرانتظام لانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے اور یہ DCO یا کمشنر کے through initiate ہوتا ہے، آج تک ہمارے پاس DCO یا کمشنر ملتان کی طرف سے ایسا کوئی written نہیں آیا۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ محکمہ آثارِ قدیمہ بھی اگر Ministry of Culture کے تحت آتا ہے تو میرا question کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ محکمہ آثارِ قدیمہ اور حکومت پنجاب ملتان میں بھی ان باغوں کو take over کرے اور اپنی policy کے مطابق ان کی دیکھ بھال کے لئے consider کرے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! فاضل ممبر کو سوال کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے تھا اور یہ ان کا اپنا شہر ہے کہ کیا یہ محکمہ آثارِ قدیمہ کے زیرانتظام ہے اور انہیں مجھ سے زیادہ پتا ہونا چاہئے کہ وہاں کا کوئی باغ محکمہ آثارِ قدیمہ کے زیرانتظام نہیں آتا، جب کوئی باغ اس محکمہ کے زیرانتظام نہیں ہے تو انہوں نے اسمبلی کے floor پر یہ سوال کر دیا کہ ان باغات پر کتنا خرچ ہوا ہے، جب ایک مکان بنا ہی نہیں ہے تو خرچ کہاں سے ہوگا؟

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! اس کو اسمبلی کے floor پر لانے کا مقصد یہی تھا کہ ہم یہاں پر اپنے مسائل کو پیش کر سکیں اور اس کی جو policy ہے اس کے مطابق اس کو consider کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ انہوں نے بات سن لی ہے اور آپ بھی طریق کار کے مطابق اس کا تحرک کریں۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On his behalf, Question No. 5083

(معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

گوجرانوالہ آرٹ کونسل کا قیام ودیگر تفصیلات

*5083: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ آرٹ کونسل کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) اس آرٹ کونسل کی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) اس آرٹ کونسل میں ملازمین وگاڑیوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) گوجرانوالہ آرٹ کونسل کا قیام یکم ستمبر 1983 کو عمل میں آیا۔

(ب) سال 08۔2007 میں مبلغ۔/2,125,000 روپے اور سال 09۔2008 میں مبلغ ۔/2,468,200 روپے کی رقم بطور گرانٹ گوجرانوالہ آرٹ کونسل کو وصول ہوئی۔

(ج) گوجرانوالہ آرٹ کونسل کی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

آمدن	2007-08	2008-09
سابقہ بقایا مورخہ یکم جولائی	-/322,808	-/569,490
کونسل کی ذاتی آمدن	-/96,362	-/19,216
گرانٹ وصولی پائی	-/2,125,000	-/2,468,200
آمدن میزان	-/2,544,170	-/3,056,696
اخراجات	-/1,974,680	-/2,665,479

(د) گوجرانوالہ آرٹ کونسل میں تعینات ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔	ریزیڈنٹ ڈائریکٹر (BS-18)	=1
2۔	اسسٹنٹ (BS-15)	=1
3۔	سٹورکیپر (BS-9)	=1
4۔	جونیئر کلرک (BS-7)	=1
5۔	دفتری (BS-5)	=1
6۔	چوکیدار (BS-2)	=1
7۔	خاکروب (BS-2)	=1

گوجرانوالہ آرٹ کونسل کے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جیسا کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 08-2007 میں گوجرانوالہ آرٹ کونسل کی ذاتی آمدنی -/96,362 روپے تھی جبکہ 09-2008 میں -/19,216 روپے رہ گئی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آمدنی کم ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میری بہن فاضل ممبر نے یہ بات کی ہے کہ 09-2008 میں کم آمدنی کیوں ہوئی؟ اس سال کے دوران گوجرانوالہ کے domestic حالات اس طرح کے ہو گئے تھے کہ وہاں پر law and order کی صورتحال خراب ہونے کی وجہ سے تھیٹرز بند کرنے پڑے تھے کیونکہ ہمارے علمائے کرام نے کہا تھا کہ یہاں پر تھیٹر نہیں چلے گا۔ آرٹ کونسل کی آمدنی کا ذریعہ scrutiny کی -/7,000 روپے رقم ہے اور اس کے علاوہ ان کے halls کا کرایہ ہے۔ اس سال کے دوران تھیٹرز بند رہنے کی وجہ سے scrutiny کا عمل نہیں رہا اس لئے آمدنی کم ہوئی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ اس سوال کے جواب کے جز (د) کے آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "گوجرانوالہ آرٹ کونسل کے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے۔" میں اپنے وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا باقی شہروں کی آرٹس کونسلوں کے پاس بھی گاڑیاں نہیں ہیں یا اس طرح کا سلوک صرف گوجرانوالہ آرٹ کونسل کے ساتھ ہی کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! DCO یا کمشنر حضرات کے پاس اگر کوئی extra گاڑی ہو تو وہ آرٹ کونسل کو دے دیتے ہیں لیکن as from Punjab Arts Council کی طرف سے وہاں specific گاڑی کسی کے پاس نہیں ہے وہ لوگ locally arrangement کر لیتے ہیں اور DCO صاحبان دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 5094۔

پنجاب آرٹس کونسل کا قیام و دیگر تفصیلات

*5094:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس آرٹس کونسل کو کتنی رقم سال08۔2007اور09۔2008 کے دوران فراہم کی گئی؟

(ج) اس آرٹس کونسل کو فراہم کردہ رقم کن کن مدوں میں خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس آرٹس کونسل کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں،ان گاڑیوں کی مرمت /تیل پر کتنی رقم سالانہ خرچ ہوئی؟

(و) ان دو سالوں کے دوران ڈائریکٹر آرٹس کونسل کے دفتر اور ان کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کا قیام1975کو بذریعہ ایکٹ عمل میں آیا۔

(ب) سال08۔2007 میں مبلغ۔/37,924,000روپے اور سال 09۔2008میں مبلغ -/42,493,120روپے کی رقم بطور گرانٹ پنجاب آرٹس کونسل کو مہیا کی گئی۔

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کی سال 08۔2007 اور09۔2008 کے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

	2007۔08	2008۔09
عملہ کی تنخواہ اور الاؤنسز	-/10,585,880	-/11,575,690
ثقافتی سرگرمیاں	-/8,526,351	-/2,525,514
سی پی فنڈ	-/713,718	-/1,369,343
متفرق اخراجات بشمول بجلی پانی ٹیلیفون، گیس کے بل گاڑیوں کی مرمت، سٹیشنری ودیگر	-/2,019,382	-/2,420,080
ڈویژنل آرٹس کونسلوں کو گرانٹ کی ادائیگی	-/19,539,375	-/17,100,000
میزان	-/41,384,706	-/34,990,627

(د) ان سالوں میں پنجاب آرٹس کونسل صدر دفتر کے ملازمین کی تنخواہوں پر مندرجہ ذیل رقم خرچ ہوئی۔

2008-09	2007-08
11,575,690/-	10,585,880/-

(ہ) پنجاب آرٹس کونسل صدر دفتر کے پاس کل چار گاڑیاں ہیں جن میں تین زیر استعمال ہیں اور ایک ناقابل استعمال ہے ان تین گاڑیوں کی مرمت و تیل کے اخراجات حسب ذیل ہیں۔

2008-09	2007-08
408,225/-	379,867/-

(و) ایگزیکٹوڈائریکٹر پنجاب آرٹس کونسل کے زیر استعمال صرف ایک سٹاف کار ہے جس کی مرمت اور تیل کے اخراجات حسب ذیل ہیں۔

2008-09	2007-08
180,094/-	148,042/-

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ پنجاب آرٹس کونسل کا قیام کب عمل میں آیا تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ پنجاب آرٹس کونسل کا قیام 1975 میں عمل میں آیا۔اس کے مقاصد کیا تھے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت مقاصد بتائیں۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): پنجاب آرٹس کونسل 1975 میں بذریعہ act عمل میں آیا تھا اور اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ پنجاب کے art, culture اور crafts کو promote کیا جائے۔

جناب محمد نوید انجم: اس کا نئی generation پر کیا اثر پڑا تھا؟

جناب سپیکر: یہ اس وقت آپ کے لئے بنایا گیا تھا۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! نئی generation پر یہ اثر پڑے گا کہ وہ لاہور آرٹس کونسل ہی تھی کہ جہاں پر میرے چیف منسٹر نے جا کر اس بچے جس کا باپ رکشا چلاتا تھا کو پیسے دیئے وہ at least اس توسط سے یاد رکھیں گے کہ جب ہم نے بورڈ میں top کیا تھا تو لاہور آرٹس کونسل میں یہ تقریب ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: یہ خود بھی وہاں جاتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! وہ پیسے Punjab Endowment Fund سے دیئے گئے ہیں۔آرٹس کونسل نے تو نہیں دیئے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اگر یہ آرٹس کونسل کے پیسوں کی بات کرتے ہیں تو آرٹس کونسل ہر ہفتے ایک high talent show کراتی ہے اور جو بچے first آتے ہیں ان کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 1975 سے کتنا talent نکلا اور باہر کتنا بھجوایا گیا؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! الحمراء آرٹس کونسل پنجاب آرٹس کونسل کے تحت آتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا، آپ بیٹھیں۔ بڑی مہربانی۔ان کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! الحمراء آرٹس کونسل پنجاب آرٹس کونسل کے تحت آتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ الحمراء آرٹس کونسل جہاں سٹیج ڈرامے ہوتے ہیں وہاں پر کرپشن کا بازار گرم ہے، وہاں dates بیچی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کیا بیچی جا رہی ہیں؟

جناب وسیم قادر: Dates بیچی جا رہی ہیں جہاں ڈرامہ لگتا ہے وہاں پر جو پروگرام منیجر یا پروگرام آفیسر ہیں مجھے ان کا نام بھی پتا ہے لیکن میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ سال میں ایک یا دو دفعہ یعنی عیدالفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر date کی قرعہ اندازی ہوتی ہے otherwise وہ date خود الاٹ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک artist کسی دوسرے artist کو بیچتا ہے تو اس میں ساٹھ ستر ہزار روپے کی دیہاڑی لگتی ہے کیا اس کو روکنے کا کوئی پروگرام ہے یا نہیں؟ میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں۔ اس کے لئے written تو کچھ نہیں ہوتا اگر میرے ساتھ کسی ٹیم کو بھیجا جائے تو یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ہر ہفتے اس مد میں پچاس ساٹھ ہزار روپے منیجر صاحب لیتے ہیں۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور آرٹس کونسل پنجاب آرٹس کونسل کا حصہ ہے جس میں الحمراء آتا ہے۔ یہاں پر پنجاب آرٹس کونسل discuss ہو رہا ہے اور یہاں پر لاہور آرٹس کونسل discuss نہیں ہو رہا۔ وہ separate ادارہ، separate body اور autonomous body ہے اور الحمراء لاہور آرٹس کونسل کے under آتا ہے۔ ہم پنجاب آرٹس کونسل کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ٹیکنیکل بات ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز (د) میں۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! آپ نے رولنگ دی ہوئی ہے کہ حکومتی بنچوں سے پوچھے گئے سوال پر ضمنی سوالات بھی حکومتی بنچوں کے ممبران پوچھیں گے اور اپوزیشن کے بنچوں سے پوچھے گئے سوال پر ضمنی سوالات بھی اپوزیشن بنچوں سے پوچھے جائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ نے اس پر ایسی کوئی رولنگ نہیں دی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن کی جانب سے پوچھے گئے سوال پر ضمنی سوالات کرنے کے لئے اپوزیشن کے ارکین کو prefer کرتے ہیں تو اس وقت حکومتی بنچوں سے پوچھے گئے سوال پر انہیں کیوں prefer کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز (د) میں انہوں نے پنجاب کے ڈائریکٹر آرٹس کونسل کا ذکر کیا ہے۔ میرے بھائی وزیر موصوف ان کا نام بتا دیں اور کیا یہ وہی ڈائریکٹر ہیں جنھیں کچھ عرصہ قبل انٹی کرپشن نے گرفتار کیا تھا، جس کے نتیجے میں وہ دس دن جیل میں رہ کر آئے ہیں، کیا یہ وہی ڈائریکٹر ہیں جن کے لئے جز (د) میں کہا گیا ہے کہ ان کے لئے گاڑیوں اور پٹرول کے خرچے کئے جا رہے ہیں، اتنی گاڑیاں ان کو دی گئی ہیں تو ان کو کتنی گاڑیاں دی گئی ہیں اور کیا اسی بندے کو دی گئی ہیں جس کو انٹی کرپشن کے محکمہ نے گرفتار کیا تھا؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو سوال کیا ہے تو جو ڈائریکٹر صاحب گرفتار ہوئے تھے ان کا نام نیاز حسین لکھویرا تھا۔ وہ جس دن گرفتار ہوئے تھے اسی دن

حکومت پنجاب نے انہیں suspend کر دیا تھا۔ He is no more functioning وہ suspend ہیں۔ اس کے علاوہ جو ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا نام پوچھا ہے تو ان کا نام غلام مصطفیٰ ہے جن کے پاس گاڑی ہے جن کو گرفتار کیا گیا تھا وہ ڈپٹی ڈائریکٹر باغ جناح تھے۔ گوجرانوالہ میں انٹی کرپشن میں پرچہ ہوا تھا اور وہیں وہ گرفتار رہے تھے۔ حکومت پنجاب نے ان کو suspend کیا ہوا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا ان سے recovery کی گئی ہے، ان کو انہوں نے گاڑیاں دیں، ان پر اتنا خرچہ کیا گیا جب وہ گرفتار ہوئے اور دس دن جیل میں رہے ہیں تو کیا پنجاب گورنمنٹ نے recovery کی ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! matter is in the court اور حکومت نے بھی اپنی انکوائری لگائی ہوئی ہے اور ابھی انکوائری چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز (ج) کے اندر C-P fund دیا گیا ہے کہ 2007-08 میں 7,13,718/- روپے اور 2008-09 میں 13,69,343/- روپے ہے۔ اس میں وزیر موصوف بتا دیں کہ C-P fund کیا چیز ہوتی ہے، یہ کہاں خرچ ہوتا ہے اور ان دو سالوں میں خرچ کا اتنا فرق کیوں ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ Contributory Provident Fund ہوتا ہے اس میں ملازمین اپنی تنخواہ کا دس فیصد جمع کراتے ہیں اور یہ Administrative Department کو جمع ہوتا ہے اور جب وہ ریٹائر ہوتے ہیں تو گورنمنٹ جو cross match grant بنتی ہے وہ ان کو دیتی ہے تاکہ وہ بچیوں کی شادی کر سکیں اور اپنی زندگی اچھے طریقے سے گزار سکیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5475 ہے۔

لاہور۔ شالامار باغ میں صفائی کی صورتحال کی تفصیلات

*5475: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ لاہور کا فرش جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور پہلا تختہ کھنڈرات کا منظر پیش کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوسرے تختہ کے تالاب میں گندہ پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شالامار باغ کے فرش کی مرمت کرنے اور تالاب سے گندہ پانی نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) شالامار باغ کے فرش تقریباً 300 سال پرانے ہیں۔ موسمی تغیرات اور مسلسل استعمال کے باعث ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کے بعد اپنی اصلی حالت برقرار نہ رکھ سکے۔ حکومت پنجاب کی تحویل میں آنے کے فوراً بعد محکمہ آثار قدیمہ نے 5 سالہ منصوبہ کے تحت ان کی مرمت پر فوری توجہ دی اور ہنگامی بنیادوں پر ان کی مرمت کا کام شروع کر دیا گیا۔ آئندہ دو سال میں تمام ٹوٹے ہوئے فرش مرمت کر لئے جائیں گے۔

(ب) دوسرے تختے میں خوبصورتی کے لئے ایک تالاب بنایا گیا ہے۔ اس میں فوارے نصب ہیں جن کی مدد سے اس تالاب کو بھرا جاتا ہے۔ اگرچہ تالاب کے پانی کو ہر ماہ 3۔4 مرتبہ ڈرین کیا جاتا ہے تاہم اس کے اندر کائی کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے جسے ہمارا مستعد عملہ صاف کرتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ تالاب میں ایک خاص قسم کی مچھلی grass cutter ڈالی گئی ہے جو کائی وغیرہ کھا جاتی ہے اس سے کائی جمع نہیں ہوتی اور تالاب صاف رہتا ہے۔

(ج) شالامار باغ کے فرش کی مرمت کا کام جاری ہے اور تالاب میں صاف پانی موجود ہے۔ مزید برآں محکمہ کا مستعد عملہ تالاب کی مسلسل صفائی میں مصروف رہتا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے اگست 2004 کو اسے take over کیا تھا اور ابھی بھی یہ پوزیشن ہے کہ آپ شالامار باغ کی چار دیواری دیکھ لیجئے اور اندر فوارے دیکھ لیجئے جو ابھی تک ٹھیک نہیں ہو پائے۔ اب تقریباً چھ سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنا عرصہ اور درکار ہے کہ مرمت کا کام مکمل ہو جائے گا؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! فاضل ممبر جس طرح فرما رہے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارا ADP پانچ سال کا بنتا ہے لیکن یہ منصوبہ آٹھ سال کے لئے ہے۔ اس کے لئے 300 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اور 30 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ یہ کام 2006 میں شروع ہوا تھا جو 2014 میں ختم ہوگا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس سوال کے جز (ب) میں مستعد عملے کا جو لفظ بیان کیا گیا ہے اُس پر مجھے خاصا اعتراض ہے۔ اسی طرح جز (ب) کی آخری لائن اگر منسٹر صاحب پڑھیں کہ اس کے اندر کائی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کائی کی صفائی کے لئے خاص قسم کی مچھلی grass cutter ڈالی گئی ہے جو کہ کائی کھا جاتی ہے۔ ہم بھی یہاں کے ہی رہائشی ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اس تالاب کی صفائی مہینوں نہیں کی جاتی۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ صفائی کا ٹھیکہ grass cutter سے واپس لے لیا جائے اور اس تالاب کو کسی کیمیکل وغیرہ سے صاف کیا جائے۔ اگر محکمہ اس تالاب کو صاف کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! تالاب میں پانی بھرنے میں تین چار دن لگتے ہیں اور اتنے ہی دن اس کی صفائی میں لگتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جب rusting water پر کائی پیدا ہو جاتی ہے تو اُس کو ختم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اُس میں grass cutter مچھلی ڈالی جاتی ہے۔ جب تالاب کو خالی کر کے صاف کرتے ہیں تو صاف کرنے کے ایک دو دن بعد دوبارہ پانی ڈالا جاتا ہے اور اگر اُس میں کائی پیدا ہو جاتی ہے تو مچھلی اس کو کھا جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 5921 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈراموں میں بے ہودہ فحش ڈانس کی تفصیلات

*5921: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کا سکرپٹ کس ادارے سے منظور کرایا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور کے علاوہ بڑے شہروں میں ڈراموں میں فحش ڈانس کروایا جاتا ہے اور ذو معنی جملے بولے جاتے ہیں؟

(ج) حکومت اس معاملے پر کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) لاہور کے تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کا سکرپٹ پنجاب آرٹس کونسل کی طرف سے نامزد کردہ سکرپٹ سکروٹنی کمیٹی کے ممبران کرتے ہیں۔ یہ کمیٹی ملک کے معروف دانشوروں، رائٹرز، صحافیوں اور ڈراموں سے متعلقہ افراد پر مشتمل ہے باقی ڈویژن میں بھی یہی طریق کار ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں ہونے والے سٹیج ڈراموں میں رقص بھی شامل ہے۔ تاہم اگر کوئی فنکارہ رقص میں عریانی یا فحاشی کا عنصر شامل کرے تو اس کے خلاف ہوم ڈیپارٹمنٹ اپنے وضع کردہ طریق کار کے مطابق تادیبی کارروائی کرتا ہے۔ اسی طرح ذو معنی جملوں کے حوالے سے متعلقہ فنکار کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) اس ضمن میں ہوم ڈیپارٹمنٹ متعلقہ ڈی سی او اور متعلقہ آرٹ کونسل کا متعلقہ عملہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی جاری کردہ ہدایات کے مطابق کارروائی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ "یہ درست ہے کہ لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں ہونے والے سٹیج ڈراموں میں رقص بھی شامل ہے۔ تاہم اگر کوئی فنکارہ رقص میں عریانی یا فحاشی کا عنصر شامل کرے تو اس کے خلاف ہوم

ڈیپارٹمنٹ اپنے وضع کردہ طریق کار کے مطابق تادیبی کارروائی کرتا ہے۔اسی طرح ذومعنی جملوں کے حوالے سے متعلقہ فنکار کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔"

جناب سپیکر! جو ڈرامے براہ راست دکھائے جاتے ہیں وہی ڈرامے ٹی وی پر بھی دکھائے جاتے ہیں اور وہاں پر جو فحاشی و عریانی ہوتی ہے اس کا سب کو پتا ہے حالانکہ دو سال قبل ہمارے منسٹر صاحب کو ایک شکایت ملی تھی کہ وہاں پر فحاشی ہو رہی ہے تو یہ خود بھی تشریف لے گئے تھے اور ڈرامہ دیکھا تھا پھر بعد میں انہوں نے statement دی تھی کہ وہاں پر واقعی فحاشی تھی جس کے against ایک اداکارہ کا بھی بیان آیا تھا جس کی cutting میرے پاس موجود ہے۔منسٹر صاحب خود بھی جانتے ہیں کہ وہاں پر فحاشی ہوتی ہے۔میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کیا کارروائی کی ہے؟ چلیں، ہوم ڈیپارٹمنٹ تو اِس کو دیکھے گا لیکن ان کا محکمہ اس کے خلاف کیا کارروائی کرتا ہے کیونکہ میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جس طرح میرے فاضل بھائی فرما رہے ہیں تو میں انہیں بتاؤں گا کہ پنجاب آرٹس کونسل کے پاس سکرپٹ آتا ہے، یہ سکروٹنی کرتے ہیں پھر یہ NOC دے دیتے ہیں۔اس کے بعد ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ڈی سی او آفس responsible ہوتا ہے۔ کلچر منسٹری ban نہیں کرتی بلکہ ہوم ڈیپارٹمنٹ ban کرتا ہے اور وہی release بھی کرتا ہے۔ان کے پاس جو cutting موجود ہے اُس معاملے پر ban ہوا تھا اور ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ہی اُس کو release کیا تھا۔چونکہ مسلسل ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ڈی سی او آفس کے بندے وہاں پر بیٹھے ہوتے ہیں لیکن ہمارا کام یہ ہوتا ہے کہ سکروٹنی کرنے کے بعد ہم اُن کو allow کرتے ہیں۔اُس کے بعد قانون کے مطابق ہوم ڈیپارٹمنٹ والوں کا کام ہوتا ہے کہ جو شکایات اُن کو موصول ہوتی ہیں اُن پر وہ یقیناً ban بھی کرتے ہیں اور action بھی لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔اِدھر سے ضمنی ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس پر ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ یہ کمیٹی ملک کے معروف دانشوروں، رائٹرز، صحافیوں اور ڈراموں سے متعلقہ افراد پر مشتمل ہے باقی ڈویژن میں بھی یہی طریق کار ہے۔ میں اپنے وزیر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ کیا یہ مجھے اُن دانشوروں اور رائٹرز کا نام بتا سکتے ہیں جو اس کمیٹی میں شامل ہیں، اس کے علاوہ ہمارے ڈراموں میں جو چل رہا ہے جسے ہم سب دیکھتے ہیں، کیا یہ ہمارے دانشوروں کی توہین نہیں ہے اور وہ کس قسم کے دانشور ہیں کہ [****] اس قسم کے گانوں کو وہ سکروٹنی کمیٹی میں پاس کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ یہ کوئی مناسب الفاظ نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے تو منسٹر صاحب کو بتایا ہے کہ دانشوروں کی توہین ہو رہی ہے اور یہ سب کچھ ڈراموں میں ہو رہا ہے۔ کوئی غلط چیز ہو تو آپ ضرور حذف کرائیں لیکن ایک چیز اگر ہمارے سٹیج ڈراموں میں ہو رہی ہے تو آنکھیں بند کر کے یہاں سے حذف کرا کر کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اپنے معاشرے کو پاک کر لیا ہے؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔ آپ سوال کریں وہ اُس کا جواب دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے سوال کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے پھر آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھے بتائیں کہ یہ کون سے دانشور ہیں اور جن دانشوروں نے یہ سکرپٹ پاس کئے ہیں کیا وہ دانشور کہنے کے قابل ہیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں فخر سے اُن کا نام لوں گا۔ ان دانشوروں میں امجد اسلام امجد، اصغر ندیم سید، رحمت علی رازی، پروین ملک، افتخار رسول، انتخاب حنیف، قائم نقوی، الیاس انجم، زبیر خان اور اقبال خالد ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے امجد اسلام امجد کا نام لیا ہے تو میں امجد اسلام امجد کی طرف سے انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ سکرپٹ پاس کئے ہیں تو یہ میرے ساتھ میڈیا پر آ کر اُن کے دستخط مجھے دکھادیں اور اگر انہوں نے یہ سکرپٹ پاس کئے ہیں تو جو سزا آپ دیں گے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں لینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ آج ہی باہر کھڑے ہو کر بتائیں کیونکہ انہوں نے امجد اسلام امجد کا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کئی آدمیوں کے نام لئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں جس شخص کو ذاتی طور پر جانتا ہوں، جس کی میں نے کتابیں پڑھی ہیں اور لکھا دیکھا ہے تو میں کیسے مان جاؤں کہ وہ اس قسم کے بے ہودہ ڈراموں کو سکروٹنی کمیٹی میں بیٹھ کر پاس کر رہے ہیں؟ میں آج یہ چیلنج کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب آج میرے ساتھ میڈیا پر بیٹھ جائیں وہاں سارے سکرپٹ لے آئیں اور اگر امجد اسلام امجد نے یہ سکرپٹ پاس کیا ہے تو جو سزا آپ دیں گے میں لینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر اُن کا نام نہ ہوا تو پھر یہ اُن سے معذرت کریں کیونکہ یہ دانشوروں کی توہین کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں on the floor of the House اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر رہا بلکہ حکومت پنجاب کی recognized سکروٹنی کمیٹی کے پاس جو سکرپٹ جاتا ہے اُس میں ہرگز ایسے الفاظ نہیں ہوتے جو فاضل ممبر یہاں بتا رہے ہیں۔ جو سکرپٹ اُن کے پاس جاتے ہیں اُن میں بعد میں کسی رد و بدل کا کوئی عمل ہو تو ہوم ڈیپارٹمنٹ اس کا responsible ہوتا ہے لیکن میں دستخط کے ساتھ ان کو سکرپٹ دکھا سکتا ہوں کہ جو نام میں نے لئے ہیں ان لوگوں نے وہ سکرپٹ approve کئے ہوتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر اُس سکرپٹ میں بعد میں کوئی رد و بدل ہوا ہے تو کیا اُس پر کوئی قانونی کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: اگر کسی نے رد و بدل کیا ہو گا تو اُس کے خلاف کارروائی یقیناً ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ اُس کا ثبوت دیں کہ سکرپٹ میں رد و بدل ہوا تھا اور اس پر فلاں کارروائی ہوئی ہے۔ منسٹر صاحب ٹائم لے لیں اور آپ اسے pending فرما دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رد و بدل کا procedure بتایا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں، اُن کو بات کرنے دیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر کسی نے ردوبدل illegal کی ہے تو اُس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے لہذا اس ہاؤس میں کارروائی کے متعلق بتایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! انہوں نے دانشوروں اور سکروٹنی کمیٹی کا پوچھا ہے جس کے میں نے ان کو نام بتائے ہیں۔ میرے فاضل ممبر نے کہا کہ انہوں نے وہ سکرپٹ پاس نہیں کیا لیکن اگر یہ کسی specific سکرپٹ کی بات کر رہے ہیں تو وہ سکرپٹ مجھے دکھا دیں کیونکہ جس کسی نے بھی غلط کیا ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اُس پر action لیا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جن رائٹرز کے نام میں بتا رہا ہوں یہ میں خود لکھ کر لایا ہوں بلکہ یہ سکروٹنی کمیٹی حکومت پنجاب کی approved کمیٹی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! تھیٹروں کا ستیاناس کر دیا گیا ہے اور اس طرح کے سکرپٹ لکھنے سے ہمارا معاشرہ خراب ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا time over ہو گیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: On his behalf سوال نمبر 6036 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد، محکمہ ثقافت میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6036: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ثقافت فیصل آباد میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس کو سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی گرانٹ دی گئی؟

(ج) محکمہ ہذا کے تحت اس ضلع میں کون کون سے ادارے چل رہے ہیں اور ان کے مقاصد کیا ہیں؟

(د) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران عوامی فلاح کے جو منصوبے اس ضلع میں مکمل ہوئے، ان کی تفصیل بتائیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) فیصل آباد آرٹ کونسل میں ملازمین کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

ریگولر ملازمین کی تعداد	14
کنٹریکٹ ملازمین کی تعداد	5
یومیہ اجرتی ملازم	1

(ب) سال 09-2008 میں مبلغ -/3,977,415 روپے اور سال 10-2009 میں مبلغ -/3,000,000روپے کی رقم بطور گرانٹ فیصل آباد آرٹ کونسل کو مہیا کی گئی۔

(ج) ادارہ ڈویژنل صدر مقام فیصل آباد شہر میں فیصل آباد ڈویژنل آرٹ کونسل کے طور پر کام کر رہا ہے۔ ادارہ ہذا کے اغراض و مقاصد میں ادب، ثقافت و فنون لطیفہ کی سر پرستی ترقی و ترویج شامل ہے۔

(د) ادارہ ہذا کی عمارت "نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم" ستمبر 2006 کو مکمل ہوئی جو مقامی فنکاروں، دستکاروں، دانشوروں اور فنون لطیفہ سے منسلک افراد کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (د) میں کہا گیا ہے کہ نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم مقامی فنکاروں، دستکاروں، دانشوروں اور فنون لطیفہ سے منسلک افراد کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔ فیصل آباد آرٹ کونسل کو ملتان آرٹ کونسل سے زیادہ گرانٹ مل رہی ہے۔ اگر وہاں پر ملتان کی طرز پر کوئی تربیتی پروگرام جو انہوں نے پہلے سوال میں ملتان کے بارے میں بتایا ہے وہ چلائے جا رہے ہیں تو ان کی تفصیل بتائی جائے اور اگر نہیں تو اس کی وجہ بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ فنکاروں کے لئے کیا ہو رہا ہے تو یہاں clear cut بتایا ہے کہ "دستکار، دانشور اور فنون لطیفہ سے منسلک افراد کو ہم پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں اور نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم میں وہ آتے ہیں اور اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ان کے لئے رکھے گئے انعام انہیں دیئے جاتے ہیں"۔ اس کے علاوہ فیصل آباد میں حال ہی میں

ہم نے لاہور کی طرز پر talent tide show بھی شروع کیا ہے اور اگر مزید ان کی کوئی تجاویز ہیں تو ہمیں یہ بتائیں ہم ان پر عمل کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا گیا اور میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر کوئی تربیتی پروگرام نہیں چل رہا اور دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا انہیں اجازت ہے کہ اس بہترین ہال کو پرائیویٹ سکولوں کے functions کے لئے کرائے پر دیا جائے اور نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم میں بچوں کے سکولوں کے تقسیم انعامات کے functions زیادہ ہوتے ہیں اور آرٹس کے کم ہوتے ہیں تو کیا پرائیویٹ سکولوں کو یہ ہال functions کے لئے کرائے پر دینے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: دیگر کاموں کے لئے کرائے پر دینے کی اجازت ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! بالکل اس کی اجازت ہے چونکہ وہ ایک ہال ہے اور سکول کے بچوں کے اگر کوئی functions کرنا چاہیں تو کرائے پر دینے کی اجازت ہے اور وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے لاہور الحمراء میں اگر کوئی سکول کے بچوں کو بلا کر ان کا function کروا دیتے ہیں تو اس کی اجازت ہے اور حکومت کی طرف سے کوئی بندش نہیں ہے کہ وہاں پر بچوں کا پروگرام نہیں ہو سکتا اور according to the rules حکومت پنجاب اس ہال کو کرائے پر بھی دے سکتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on his behalf اس سوال کا نمبر 6167 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد محکمہ کی تحویل میں عمارات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6167: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ ثقافت کی تحویل میں کون کون سی تاریخی عمارات کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان عمارتوں کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران خرچ کی گئی؟

(ج) ان عمارتوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) محکمہ ثقافت اس ضلع میں ثقافتی ورثہ کے تحفظ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ پنجاب کی تحویل میں کوئی ایسی تاریخی عمارت نہیں جو کہ پنجاب سپیشل پریمیزز (پریزرویشن) آرڈیننس 1985 کے تحت محفوظ عمارت ہو۔

(ب) نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ پنجاب نے ضلع فیصل آباد میں کسی بھی عمارت پر سال 09-2008 اور 10-2009 میں کوئی رقم خرچ نہیں کی۔

(ج) نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ پنجاب کے تحت وہاں کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

(د) نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ پنجاب ضلع فیصل آباد میں تاریخی اہمیت کی تین عمارات (گھنٹہ گھر، گمٹی اور قیصری دروازہ) کو پنجاب سپیشل پریمیزز (پریزرویشن) آرڈیننس 1985 کے تحت محفوظ عمارات نامزد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (د) میں ہے کہ نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ پنجاب ضلع فیصل آباد میں تاریخی اہمیت کی تین عمارات (گھنٹہ گھر، گمٹی اور قیصری دروازہ) کو پنجاب سپیشل پریمیزز (پریزرویشن) آرڈیننس 1985 کے تحت محفوظ عمارات نامزد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر زرعی یونیورسٹی کے اولڈ بلاک جو ایک سو سال پرانی اور نہایت خوبصورت عمارت ہے کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے تو وزیر صاحب فرمادیں کہ اس ارادے کو حقیقت میں کب تک تبدیل کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ تحرک تو کریں وہ کروادیں گے۔ اس کا تحرک آپ کو کرنا پڑے گا۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اس پر محکمہ اپنا work کر رہا ہے اس میں یہ نہیں ہوتا کہ کہیں سے اگر کوئی چیز اکھڑ گئی تو ہم نئی چیز لگادیں بلکہ ہم نے اسی کو preserve کرنا ہوتا ہے اور پھر اس کی capacity دیکھنی پڑتی ہے کہ یہ اینٹ کہاں سے اور کب لگی تھی تو اس پر ہم ارادہ رکھتے ہیں اور work بھی ہو رہا ہے۔ جہاں تک یونیورسٹی کے بلاک کی بات کی ہے تو میری فاضل ممبر صاحب سے request ہوگی کہ اگر وائس چانسلر اس کو Preservation Ordinance میں دینا چاہتے ہیں تو حکومت اسے take up کر لے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!اس حوالے سے وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی سے لکھوائیں۔اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب نوید انجم صاحب کا ہے۔جی،فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: شکریہ۔جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر6285 ہے۔

لاہور۔شالامار باغ کے رقبہ اور آمدن واخراجات کی تفصیل

*6285:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیرثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شالامار باغ لاہور کل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس باغ کے سال09۔2008اور10۔2009کے اخراجات بتائیں؟

(ج) اس باغ کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) اس باغ کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن بتائیں نیزیہ آمدن کس کس مد سے ہوئی ہے؟

(ہ) اس باغ کی خصوصی مرمت اور دیکھ بھال پر2006سے آج تک کتنی رقم کس کس کام پر خرچ ہوئی؟

وزیرثقافت (جناب تنویرالاسلام):

(الف) شالامار باغ40ایکڑ پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ میلہ گراؤنڈ کا رقبہ 12کنال9مرلے ہے اور نقار خانہ کمپلیکس25کنال6مرلہ پر مشتمل ہے۔

(ب) سال09-2008اور10-2009کے اخراجات مندرجہ ذیل ہیں:۔

	2008-09	2009-10
تنخواہ آفیسرز	187000/-	224000/-
تنخواہ سٹاف	3312000/-	3295000/-
ریگولر آلاؤنس	3092000/-	3587000/-
تنخواہ Contingent Paid Staff	2650000/-	3300000/-
ٹوٹل	9241000/-	10406000/-
Contingencies	1269000/-	1494000/-
گراسی پلاٹس کی دیکھ بھال کے لئے	130000/-	143000/-
ٹوٹل	1399000/-	1637000/-

گرینڈ ٹوٹل	10640000/-	12043000/-

(ج)

آرکیالوجیکل کنزرویٹر	1
بکنگ کلرک	1
مالی	14
خلاصی	1
سکیورٹی سٹاف	23
الیکٹریشن	1
بیلدار	2
سپروائزر	1
ٹیوب ویل آپریٹر	1
سویپر	4
کنزرویشن فورمین	1
آئل مین	1
ماشکی	2

(کل تعداد 53+ عارضی بیلدار:56)

(د) شالامار باغ کی 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن جن مدات سے ہوئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ٹھیکہ	2008-09	2009-10
1	بکنگ کاؤنٹر	6500000/-	5400000/-
2	ٹائلٹس	22550/-	24805/-
3	کینٹین	50000/-	-
4	فروخت مچھلی	46450/-	-
5	نیلامی پھل	-	100000/-

(ہ)

مالی سال	اسٹیبلشمنٹ اخراجات	Contng. اخراجات	ADP اخراجات	ٹوٹل اخراجات
2006-07	6.734 m	1.559 m	27.616 m	35.909 m
2007-08	8.180 m	1.708m	5.651 m	15.539m
2008-09	9.241 m	1.399 m	21.378 m	32.018
2009-10	10.406 m	1.637 m	43.609 m	55.652 m
ٹوٹل	34.561 m	6.303 m	98.254 m	139.118 m

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال شالامار باغ سے متعلقہ ہے اور میرا سوال پھر وہی ہے کہ کیا حکومت evening میں لائٹیں لگا کر ٹریک پر چلنے والوں کے لئے سہولت میسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے پہلے جواب دے دیا ہے اور وہ کریں گے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال repeat کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! شالامار باغ morning میں سیر کے لئے کھول دیا گیا ہے تو evening میں بھی لائٹیں لگا کر اسے کھولنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! فاضل ممبر صاحب evening کا فرما رہے ہیں تو فجر کے بعد walk بڑی اچھی ہوتی ہے جو کہ صحت کے لئے بہت ضروری ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ فجر کے بعد walk کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: انہیں رات کے لئے بھی کچھ کوشش کر کے دے دیں اگر وہاں پر کچھ ہو جائے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! وہاں پر سکیورٹی کا problem تھا اس لئے شام کو انہوں نے بند کیا ہوا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! وہاں پر سکیورٹی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور ماشاءاللہ وہاں پر صبح کے وقت بڑی سیر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ سکیورٹی ان کے ذمے لگائیں اور یہ خود سکیورٹی کا بندوبست کریں گے۔ آپ ان کا کچھ کروائیں اور یہ اس محلے کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہاں رات کے وقت walk کا انتظام کیا جائے۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: on her behalf جناب سپیکر! سوال نمبر 6397 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شالامار باغ لاہور۔ سٹاف، آمدن و خرچ کی تفصیل

*6397: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) شالامار باغ لاہور سے سال 09۔2008 کے دوران بکنگ کاونٹر، فوٹو گرافی و دیگر مدات میں کتنی آمدن ہوئی ؟

(ب) شالامار باغ میں مستقل اور عارضی سٹاف کتنا ہے مکمل تفصیل مع نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کی جائے ؟

(ج) مذکورہ بالا عرصے میں باغ کی دیواریں، فرش اور فوارے وغیرہ کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) سال 09۔2008 کے دوران بکنگ کاؤنٹر اور دیگر مدات میں کل۔/66,59,030 روپے کی آمدن ہوئی جبکہ فوٹو گرافی کا ٹھیکہ نہیں ہوا۔

(ب) شالامار باغ میں سال 09۔2008 میں مستقل طور پر تعینات سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر	عہدہ مع گریڈ	تعداد
1	آرکیالوجیکل کنزرویٹر (BS-16)	1
2	الیکٹریشن (BS-6)	1
3	کنزرویشن فورمین (BS-6)	1
4	ایل ڈی سی (BS-5)	1
5	بکنگ کلرک (BS-5)	1
6	سپروائزر (BS-4)	1
7	ہیڈ مالی (BS-4)	1
8	گارڈن انسپکٹر (BS-4)	1
9	انجن ڈرائیور (BS-3)	1
10	ٹیوب ویل ڈرائیور (BS-3)	1
11	آئل مین (BS-2)	15
12	خلاصی (BS-1)	
13	سائٹ اٹینڈنٹ (BS-1)	15
14	مالی (BS-1)	21

15	بیلدار (BS-1)	
16	بہشتی (BS-1)	2
17	جمعدار (BS-1)	5
18	ٹوٹل	60

اس کے علاوہ باغ کی دیکھ بھال کے لئے 56 مالیوں کی عارضی اسامیاں تھیں جن کی مدت ملازمت جون 2009 تک تھی۔

(ج) سال 09۔2008 میں شالامار باغ کے مختلف حصوں کی درست حالی کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت مبلغ 21.378 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ باغ کی درست حالی کے لئے ایک جامع منصوبے پر عملدرآمد جاری ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں پر جز (الف) میں جواب دیا ہے کہ 09-2008 کے دوران بکنگ کاؤنٹر اور دیگر مدات میں اتنی آمدن ہوئی جبکہ فوٹو گرافی کا ٹھیکہ نہیں ہوا تو اسے بغیر ٹھیکے کے کیسے چلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اس پر proper فوٹو گرافی کا ٹھیکہ نہیں ہوا تھا لوگ ویسے ہی وہاں پر تصویریں بنوا لیتے ہیں اور محکمہ نے فوٹو گرافی کا وہاں پر proper اس طرح کا کوئی سلسلہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ اس کا ارادہ نہیں رکھتے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب! فی الحال اس کا ارادہ نہیں ہے لیکن اب ہم اس کی auction کریں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس حوالے سے کوئی ٹائم فریم ہے کہ کب تک کر لیں گے؟

جناب سپیکر: انہوں نے شروع کر دیا ہے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ہم پہلے اس کی auction کر رہے ہیں اس کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 6403 ہے۔

صوبہ میں پنجابی زبان کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*6403: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ پنجاب میں پنجابی زبان کی ترقی کے لئے کون سا ادارہ کام کر رہا ہے ؟

(ب) 2008۔09 اور 2009۔10 میں اس ادارے کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا؟

(ج) صوبائی حکومت علاقائی زبانوں کی ترقی اور فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) صوبہ پنجاب میں پنجابی زبان کی ترقی کے لئے محکمہ اطلاعات و ثقافت و امور نوجواناں، حکومت پنجاب کے زیر انتظام، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج، آرٹ اینڈ کلچر، کام کر رہا ہے۔

(ب) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج، آرٹ اینڈ کلچر کے لئے متذکرہ سالوں کے لئے درج ذیل بجٹ مختص کیا گیا تھا۔

برائے سال 2008۔09:	15,625,000/۔	(ایک کروڑ چھپن لاکھ اور پچیس ہزار روپے)
برائے سال 2009۔10:	15,221,000/۔	(ایک کروڑ، باون لاکھ اور اکیس ہزار روپے)

(ج) صوبائی حکومت محکمہ اطلاعات و ثقافت و امور نوجواناں مع پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج، آرٹ اینڈ کلچر کے ذریعے پنجابی و دیگر علاقائی زبانوں کی ترقی اور فروغ کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے :۔

1۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج، آرٹ اینڈ کلچر پنجاب کی زبان و ثقافت کے فروغ کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کے تحت پنجاب کی ثقافت کی ترویج و تحفظ کے لئے، پنجاب میوزیم، قائم کیا گیا ہے جس میں پنجاب کی تہذیب و ثقافت اور تاریخی ورثے کو محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2۔ پنجاب کی زبانوں کے فروغ و ترقی کے لئے، پنجابی لائبریری، کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو پنجاب بھر کے محققین کے لئے عمدہ جائے تحقیق بن چکی ہے۔ اس لائبریری میں زبان و ادب اور ثقافت و تاریخ سے متعلق قریباً 10 ہزار کتب و رسائل موجود ہیں۔ پنجاب اور پنجابی کے حوالے سے تحقیق کرنے والے طلباء و طالبات، اساتذہ اور ریسرچ سکالر اس لائبریری سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

3۔ اسی ادارہ کے تحت پاکستان کے پہلے پنجابی ایف ایم ریڈیو سٹیشن، ایف ایم۔ 95 پنجاب رنگ، کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو پنجاب کی زبانوں پر مشتمل پروگرام کامیابی سے نشر کر رہا ہے۔

4۔ پنجاب کی زبانوں وثقافت کی ترویج کے لئے اسی ادارہ میں، پنجاب آڈیٹوریم، بھی موجود ہے جس میں پنجاب بھر کی ادبی، سماجی وثقافتی تنظیمیں اپنے پروگرام منعقد کر رہی ہیں۔

5۔ پنجاب کے فنون وثقافت کے فروغ وترقی کے لئے، پنجاب آرٹ گیلری، بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ اس کے ذریعے زبان وثقافت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ پنجاب کی ثقافت بالخصوص مصوری کے حوالے سے نمائشوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

6۔ پنجاب کی زبانوں اور ثقافت کے فروغ کے لئے اس ادارہ کے تحت صوفی شعراء کرام کے کام وپیغام کی ترویج کے لئے سالانہ بنیادوں پر پروگرام منعقد کرائے جاتے ہیں جن میں بابا فرید کانفرنس، وارث شاہ کانفرنس، بابا بلھے شاہ سیمینار، میاں محمد بخش سیمینار، شاہ حسین سیمینار، خواجہ غلام فرید سیمینار، سید ہاشم شاہ سیمینار اور حضرت سلطان باہو سیمینار شامل ہیں۔ علاوہ ازیں جدید ادب وثقافت اور لوک ورثہ کے حوالے سے بھی سیمینار اور اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

7۔ ممتاز علمی، ادبی وثقافتی شخصیات کے ساتھ شاموں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے ان کے فن، شخصیت اور فکر سے آگاہی ہوتی ہے۔

8۔ پنجاب کی زبانوں اور ثقافت کے حوالے سے خصوصی لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

9۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ کے تحت ہی زبان و ادب کے فروغ کے لئے مشاعروں، ادبی مقابلہ جات، مباحثوں، نمائشوں ومیلوں کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

10۔ اسی ادارہ کے تحت زبان وادب پر مختلف کتابیں شائع کی جاچکی ہیں جن میں گیتاں دی گونج، دیس دیاں واراں، تحفتہ الفقراء قصہ مرزا صاحباں، ہیر وارث شاہ کا اردو ترجمہ، ملتان کی صوفیانہ شاعری، "Our Legendary Intellectuals"، حیات المحبوب از خواجہ غلام فرید، چوی فرید ، کروپ رنگ، اور آکھن لوک سیانے، وغیرہ شامل ہیں۔

11۔ زبان وادب کی ترویج کے لئے مہینہ وار رسالہ ترنجن کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

12۔ زبان سے متعلق کورس و صوفیانہ کلام شناسی کورس کامیابی سے مکمل کئے جاچکے ہیں۔ تاریخ وتاریخی ورثہ کے موضوع پر بھی کورس منعقد کیا جاچکا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال میں ہے کہ پنجاب میں پنجابی زبان کی ترقی کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں تو جواب میں بڑی تفصیل کے ساتھ ان کی مختلف سرگرمیوں کے بارے

میں بتایا گیا ہے تو میں ان سے پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ تمام سرگرمیاں جو ہوتی ہیں تو ان کے لئے کوئی تشہیری مہم چلائی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: کون سی مہم؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہاں پر بتایا گیا ہے کہ سیمینار کروائے جاتے ہیں، کورسز کروائے جاتے ہیں تو بطور اسمبلی ممبر مجھے ان میں سے کسی چیز کا نہیں پتا تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈیڑھ کروڑ روپے کے بجٹ میں سے کوئی تشہیری مہم اس کے لئے چلائی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! فاضل ممبر کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کے لئے ہم مختلف محکموں کو دعوت نامے بھجواتے ہیں اور اس کے علاوہ اخبار میں بھی اشتہار دیتے ہیں جبکہ الحمراء کے باہر اور قذافی سٹیڈیم میں پوسٹرز بھی لگائے جاتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! 10-2009 کی انٹرنیشنل لینگویج کی رپورٹ کے مطابق پنجابی زبان ان زبانوں میں سے ہے جس کے بولنے والوں کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ تشہیری مہم پوچھنے سے میری مراد یہی تھی کہ جز (ج) کا سیریل نمبر 11 دیکھیں تو بتایا گیا ہے کہ زبان وادب کی ترویج کے لئے مہینہ وار رسالہ ترنجن کے نام سے شائع کیا جاتا ہے اور زبان کی promotion کے لئے اتنا بڑا کام کیا جاتا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ رسالہ پنجاب اسمبلی کی لائبریری میں آتا ہے جہاں پر تمام ایم پی ایز آتے ہیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جی، پنجاب اسمبلی میں آتا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ایک بات اور بتا دوں کہ یہ نیچے لائبریری میں پتا کرنے گئے تھے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! لائبریری میں آتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ابھی پتا کر کے آیا ہوں اس لائبریری میں آج تک یہ رسالہ نہیں آیا۔ (قہقہہ)

میں یہی پتا کرنے کے لئے نیچے گیا تھا، آپ نے ٹھیک فرمایا ہے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اگر نہیں آتا تو آئندہ آئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے، اگر آپ اس پر غور فرمائیں تو اس میں بتایا گیا ہے کہ "زبان سے متعلق کورس وصوفیانہ کلام سے شناسی کورس کامیابی سے مکمل کروائے جا چکے ہیں۔ تاریخی ورثہ کے حوالے سے بھی کورس منعقد کئے جاتے ہیں اور کروائے بھی جا چکے ہیں۔" بطور ممبر پنجاب اسمبلی میں سمجھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ کسی ممبر کے علم میں نہیں ہے کہ یہ کورس کہاں کروائے جاتے ہیں، کیسے کئے جاتے ہیں اور کہاں سے ان کی certification ملتی ہے؟

جناب سپیکر: وہ ممبران کو کورس نہیں کرواتے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! علم تو ہونا چاہئے۔ پنجابی زبان کی promotion کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے کا annual budget خرچ کیا جاتا ہے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اگر فاضل ممبر نے کبھی Punjab Institute of Language کا visit کیا ہو تو میں ان کو بتادوں کہ وہاں پر مشاعرے ہوتے ہیں، courses ہوتے ہیں، پنجابی language میں جو نئی کتب شائع ہوتی ہیں وہ بھی available ہوتی ہیں۔ وہاں فارسی کی کتب کا ترجمہ پنجابی زبان میں ہوتا ہے، full fledged لائبریری موجود ہے اور کلاسوں کا انعقاد بھی ہوتا ہے۔ کبھی یہ تشریف لائیں ان کو detail بتائی جا سکتی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ذوالفقار علی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! جس کا یہ جواب دے رہے ہیں اس کا DG Language یہاں موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے DG Language یہاں پر موجود کیوں نہیں ہیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! DG صاحب کو بار بار مطلع کیا گیا اس کے باوجود بھی وہ یہاں نہیں پہنچے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! نوٹس آپ نے لینا ہے۔ ہم آپ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ اس کا نوٹس لیں۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ایک کمیٹی بنادیں اور اس پر انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: کمیٹی کس چیز کی بنائی جائے،اختیار آپ کا ہے،آپ منسٹر ہیں اور یہ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ آٹھ دن کے بعد اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں گے کہ آپ نے DG کا کیا کیا اور کیا نہیں کیا؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ پنجابی کا رسالہ ہے اور ایک بہت بڑی سرگرمی ہے جو اس زبان کی ترویج کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس رسالے کی ترسیل کو یقینی بنایا جائے۔ اس کو پنجاب اسمبلی، لاہور پریس کلب اور تمام بڑی لائبریریوں میں بھجوایا جائے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ تمام جگہوں پر available ہوگا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ کون سے صوفیائے کرام ہیں جن کے کورس مکمل کروائے جا چکے ہیں،ان کے نام بتائیں، پنجابی زبان کے لئے تاریخی ورثہ کے موضوع پر کون سے courses کروائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ تو fresh question بنتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ "صوفیائے کرام کی شناسی کورس کامیابی سے مکمل کئے جا چکے ہیں اور تاریخی ورثہ کے موضوع پر بھی یہ کورس مکمل کروائے جا چکے ہیں۔" یہ fresh question کیسے بنتا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی list تو ان کے پاس نہیں ہوگی۔ یہ کوئی question نہیں ہے لہذا اس کے لئے fresh question دیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے ان کی request ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ pending نہیں ہو سکتا، آپ ضمنی سوال کریں اگر نہیں کرنا تو پھر چھوڑ دیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، On her behalf۔ یہ اس سوال کو پڑھ دیں تاکہ یہ کارروائی میں شامل ہو جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع سوال دریافت کیا۔)

الحمراء آرٹس کونسل لاہور۔ خالی اسامیوں کی تفصیلات

*6534: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الحمراء آرٹس کونسل لاہور میں خالی اسامیوں کی تفصیل مع عہدہ، گریڈ کیا ہے نیز یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دفتر میں تعینات افسران و کلیریکل سٹاف کے پاس اپنی اصل پوسٹ کے علاوہ Additional Charge بھی ہیں اگر ہاں تو تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	تعداد خالی اسامی	تاریخ خالی اسامی
1	پروگرام آفیسر	بی ایس۔17	1	28-06-2000
2	اسٹیج مینیجر	بی ایس۔17	3	28-06-2000
3	کمپیوٹر پروگرامر	بی ایس۔17	1	28-06-2000
4	سب ڈویژنل آفیسر	بی ایس۔17	1	28-06-2000
5	سکیورٹی آفیسر	بی ایس۔16	1	28-06-2000
6	سٹینو گرافر	بی ایس۔ 15	3	30-4-2007 17-12-2007 01-09-2009
7	سب انجینئر	بی ایس۔14	1	19-10-2006
8	اے سی مکینک	بی ایس۔10	1	16-05-2009
9	ریسپشنسٹ	بی ایس۔5	1	09-04-2006
10	ڈرائیور	بی ایس۔4	1	2008
11	خاکروب	بی ایس۔1	5	18-11-2005
12	سکیورٹی گارڈ	بی ایس۔1	12	19-04-2009

(ب) کسی اہلکار کے پاس ایڈیشنل چارج نہ ہے اور نہ ہی کسی کو ایڈیشنل چارج الاؤنس دیا جاتا ہے البتہ سٹاف کی کمی کی وجہ سے بعض اوقات برانچ ہیڈ اہلکاران کو وقتی طور پر حسب ضرورت کسی دوسری ڈیوٹی پر مامور کر دیتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کا وقت ایک گھنٹہ اور دس منٹ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: اب سوالات کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھا۔ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6220: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ثقافت کے ضلع سرگودھا میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی رقم محکمہ ثقافت کو ملی؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ کے پاس کون کون سی تاریخی عمارات کس کس جگہ ہیں؟

(د) حکومت ان تاریخی عمارات کو اصل حالت میں رکھنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) محکمہ ثقافت کے زیر انتظام سرگودھا آرٹس کونسل میں کل چھ ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) محکمہ ثقافت کے زیر انتظام سرگودھا آرٹس کونسل کو ان سالوں میں ترقیاتی کاموں کے لئے درج ذیل رقوم وصول ہوئی:۔

سال 09۔2008	14 لاکھ روپے
سال 10۔2009	18 لاکھ روپے

(ج) ضلع سرگودھا میں جامع مسجد بھیرہ سپیشل پریمیزز آرڈیننس 1985 کے تحت محفوظ عمارت ہے۔

(د) نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ پنجاب ایک جامع پروگرام کے تحت محفوظ شدہ عمارتوں کی درست حالی کا کام کررہی ہے۔اس سلسلے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مخدوش عمارتوں کے لئے فنڈ حاصل کرنے کے لئے منصوبہ جات تیار کئے جاتے ہیں اور فنڈ کی دستیابی پر درست حالی کا کام کیا جاتا ہے۔

الحمراء آرٹس کونسل لاہور۔خالی اسامیوں کی تفصیلات

*6534: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الحمراء آرٹس کونسل لاہور میں خالی اسامیوں کی تفصیل مع عہدہ، گریڈ کیا ہے نیز یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دفتر میں تعینات افسران و کلیریکل سٹاف کے پاس اپنی اصل پوسٹ کے علاوہ additional charge بھی ہیں اگر ہاں تو تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	تعداد خالی اسامی	تاریخ خالی اسامی
1	پروگرام آفیسر	بی ایس۔17	1	28۔06۔2000
2	سٹیج مینجر	بی ایس۔17	3	28۔06۔2000
3	کمپیوٹر پروگرامر	بی ایس۔17	1	28۔06۔2000
4	سب ڈویژنل آفیسر	بی ایس۔17	1	28۔06۔2000
5	سکیورٹی آفیسر	بی ایس۔16	1	28۔06۔2000
6	سٹینوگرافر	بی ایس۔15	3	30۔4۔2007
				17۔12۔2007
				01۔09۔2009
7	سب انجینئر	بی ایس۔14	1	19۔10۔2006
8	اے سی مکینک	بی ایس۔10	1	16۔05۔2009
9	ریسپشنسٹ	بی ایس۔5	1	09۔04۔2006
10	ڈرائیور	بی ایس۔4	1	2008
11	خاکروب	بی ایس۔1	5	18۔11۔2005
12	سکیورٹی گارڈ	بی ایس۔1	12	19۔04۔2009

(ب) کسی اہلکار کے پاس ایڈیشنل چارج نہ ہے اور نہ ہی کسی کو ایڈیشنل چارج الاؤنس دیا جاتا ہے۔البتہ سٹاف کی کمی کی وجہ سے بعض اوقات برانچ ہیڈ اہلکاران کو وقتی طور پر حسب ضرورت کسی دوسری ڈیوٹی پر مامور کر دیتا ہے۔

الحمراء کلچر سنٹر کا سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*6557: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الحمراء کلچر سنٹر کا سالانہ کل کتنا بجٹ ہے اور اس کا کتنا سٹاف ہے؟

(ب) الحمراء سنٹر میں ایک گریڈ تا 20 گریڈ کے ملازمین کی تفصیل؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) الحمراء کلچرل کمپلیکس فیروز پور روڈ نزد قذافی سٹیڈیم الحمراء سنٹر شاہراہ قائداعظم کا ہی حصہ ہے اس کا الگ بجٹ نہ ہے البتہ سال 10-2009 میں لاہور آرٹس کونسل (الحمراء) مال کمپلیکس اور کلچرل کمپلیکس کا کل بجٹ مبلغ۔/68243000 روپے کا ہے۔الحمراء کلچرل کمپلیکس میں متعلقہ اسٹاف کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) الحمراء سنٹر میں گریڈ ایک تا بیس گریڈ کے اسٹاف کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شالامار باغ کی آمدن و دیگر تفصیلات

*6629: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شالامار باغ کو مختلف مدات میں سال 10-2009 میں کتنی آمدن ہوئی، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا مذکورہ سال میں باغ کو درست حالت میں رکھنے کے لئے کوئی خرچہ کیا گیا اگر ہاں تو کتنا اور کس کس مد میں؟

(ج) کیا شالامار باغ میں مستقل اور عارضی سٹاف بھی رکھا ہوا ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) لاہور شالامار باغ کو سال10۔2009 کے دوران حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ داخلہ فیس (انٹری ٹکٹ) کی مد میں ٹھیکہ برائے سال10۔2009 مبلغ ۔/54,00,000روپے

2۔ ٹھیکہ بیت الخلاء برائے سال10۔2009 مبلغ۔/50,820روپے

3۔ نیلامی پھل برائے سال10۔2009 مبلغ۔/1,00,000روپے

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت شالامار باغ کی درست حالی کے لئے پانچ سالہ منصوبہ پر کام جاری ہے۔ ماہ اپریل2010 تک درست حالی کے لئے مبلغ۔/7,44,86,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) شالامار باغ کے سٹاف کی تفصیل

مستقل سٹاف

نمبر شمار	عہدہ	تعداد	نمبر شمار	عہدہ	تعداد
1	ایس ڈی او	1	8	سکیورٹی سٹاف	23
2	آرکیالوجیکل کنزرویٹر	1	9	مالی	14
3	کنزرویشن فور مین	1	10	بیلدار	2
4	سپروائزر	1	11	سویپر	4
5	بکنگ کلرک	1	12	ماشکی	2
6	الیکٹریشن	1	13	خلاصی	1
7	ٹیوب ویل آپریٹر+آئل مین	2			

عارضی سٹاف

1۔ عارضی مالی/بیلدار 56

پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی میعاد و دیگر تفصیلات

*7376: **محترمہ آمنہ الفت**: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی میعاد کتنی ہے، کیا اس وقت کوئی بورڈ موجود ہے، اگر ہے تو اس کا ممبر کون کون ہے؟

(ب) مذکورہ بورڈ کی سال میں کتنی میٹنگز ہوتی ہیں اور قواعد کے مطابق کتنی ہونی چاہئیں آخری میٹنگ کب ہوئی، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کے عہدے اور گریڈ کیا ہیں، تفصیل بیان کی جائے ؟

(د) اس وقت پنجاب آرٹس کونسل لاہور میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے ؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی میعاد تین سال تک ہے اور ممبران کی تعداد درج ذیل ہے۔

سرکاری ممبران کی تعداد	08
ممبران پنجاب اسمبلی کی تعداد	05
غیر سرکاری ممبران کی تعداد	16

لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) قواعد میں میٹنگز کی کوئی تعداد موجود نہیں ہے۔ پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی آخری میٹنگ مورخہ 2009-11-06 کو ہوئی۔

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب آرٹس کونسل لاہور میں تعینات ملازمین کے عہدے اور گریڈ کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔الحمراء آرٹس سنٹر کے ہالوں کی آمدن و خرچ کی تفصیل

*7442: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) الحمراء آرٹس سنٹر لاہور سال 09-2008 اور 10-2009 میں ہالز کی بکنگ کی مد میں کتنی آمدن ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے، تفصیل فراہم کریں ؟

(ب) وزارت ثقافت پنجاب مذکورہ ہالز کی آمدنی بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں ؟

(ج) حکومت کو وزارت ثقافت قائم کرنے کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) آمدن اور اخراجات کی تفصیل:

YEAR	INCOME	EXPENDITURE
2008-09	15491084/-	13341789/-
2009-10	15434545/-	15862369/-

(ب) لاہور آرٹس کونسل ایک غیر تجارتی ادارہ ہے جس کا مقصد صرف آرٹ اور کلچر کو فروغ دینا ہے۔ لاہور آرٹس کونسل معیاری پروگرامز کی وجہ سے پورے پاکستان میں اچھی شہرت رکھتا ہے چونکہ الحمراء پاکستان میں واحد ایک ایسا کلچر سنٹر ہے جہاں ہر روز کلچرل شو، سیمینار، مشاعرہ، میوزک شوز، میوزک کلاسز بچوں کے لئے تفریحی پروگرامز، محفل نعت اور تصاویر کی نمائش سمیت بے شمار پروگرامز ہوتے رہتے ہیں جس میں شائقین کی خاصی تعداد شرکت کرتی ہے اسی لئے الحمراء ہالز کرائے پر دینے سے اس کی شہرت میں اضافہ ہوا ہے اور اس سے بہت سی کمرشل تنظیمیں الحمراء کی طرف رخ کر رہی ہیں۔

(ج) قومیں جنگوں کے میدان میں ہار جائیں تو آئندہ جینے کے لئے کمر بستہ ہو جاتی ہیں لیکن اگر تہذیب، اقدار اور روایات کے میدان میں شکست کھا جائیں تو ایسے میں مستقل شکست ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ کسی بھی ترقی یافتہ قوم کی تاریخ پڑھیں تو بے شمار عوامل سامنے آتے ہیں ان سب میں ایک بات common ہے وہ یہ کہ ہر ترقی یافتہ قوم نے اپنی ثقافت اور معاشرتی روایات کو خاصی اہمیت دی اور اس کے فروغ کے لئے بہت محنت کی جس کی وجہ سے وہ قومیں قوم کی شکل میں دنیا میں جانی جاتی ہیں۔ کوئی بھی ملک اور قوم تب قوم بنتی ہے جب ان کی ثقافت اور معاشرتی روایات کسی شکل میں موجود ہوتی ہیں۔ وزارت ثقافت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی وزارت تعلیم، وزارت صحت اور وزارت خوراک وغیرہ وزارت ثقافت کے زیر سایہ تمام ادارے ثقافت کے فروغ کے لئے بہت کوشاں ہیں اور اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آئے ہیں۔

لاہور آرٹس کونسل کے زیر اہتمام جشن آزادی کے پروگراموں کی تفصیلات

*7503: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور آرٹس کونسل کے زیر اہتمام جشن آزادی اگست 2010 کے لئے کل کتنے شو منعقد کئے؟

(ب) جشن آزادی کے سلسلے میں منعقد کئے گئے پروگراموں پر حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی، نیز یہ رقم کس کے حکم پر خرچ کی گئی؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) لاہور آرٹس کونسل کے زیر اہتمام جشن آزادی اگست 2010 کے لئے "میرا وطن" کے عنوان سے الحمراء کلچرل کمپلیکس میں مصوری کا مقابلہ منعقد کروایا گیا۔

(ب) صوبائی محکمہ اطلاعات وثقافت کے مراسلہ نمبر SO.CUL(INF)4-7/2010 مورخہ 26۔جولائی 2010 کی تعمیل میں لاہور آرٹس کونسل کے زیر اہتمام جشن آزادی کے پروگرام "میرا وطن" کے عنوان پر مبلغ۔/40,000روپے کے اخراجات آئے جس میں سے۔/17,000روپے کے نقد انعامات پہلے بہترین 16 بچوں کو دیئے گئے اور ان اخراجات کی منظوری ایگزیکٹو ڈائریکٹر، لاہور آرٹس کونسل نے مرحمت فرمائی۔

لاہور آرٹس کونسل کے زیر اہتمام مصوری کے مقابلوں کی تفصیلات

*7504: **محترمہ نگہت ناصر شیخ**: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ اگست 2010 میں لاہور آرٹس کونسل کے زیر اہتمام "میرا وطن" کے عنوان سے الحمراء کلچرل کمپلیکس میں مصوری کا مقابلہ منعقد ہوا؟

(ب) مذکورہ مقابلے میں کل کتنے بچوں نے حصہ لیا نیز اس مقابلے پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، کل کتنے بچوں کو انعامات سے نوازا گیا؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) لاہور آرٹس کونسل کے زیر اہتمام جشن آزادی اگست 2010 کے لئے "میرا وطن" کے عنوان سے الحمراء کلچرل کمپلیکس میں مصوری کا مقابلہ منعقد کروایا گیا۔

(ب) مذکورہ مقابلے میں 150 سے زائد بچوں نے حصہ لیا۔ اس مقابلے میں کل۔/40,000 روپے کی رقم خرچ ہوئی جس میں سے۔/17,000روپے کے نقد انعامات بہترین

16 بچوں کو دیئے گئے۔اس کے علاوہ شرکت کرنے والے تمام بچوں کو سرٹیفکیٹ اور ڈرائنگ بکس انعامات میں دی گئیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ نے مجھے mislead کیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں نے mislead نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ نے مجھے misguide کر دیا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں انتہائی اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں۔ایک دفعہ آپ تشریف رکھیں گے پھر اس کے بعد سوچیں گے۔آپ نے میرے دو منٹ ضائع کروا دیئے ہیں۔ابھی ہمارے questions کے دو منٹ باقی تھے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد کاہلوں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ سرگودھا انتظامیہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج کل سرگودھا انتظامیہ خصوصاً کمشنر اور DCO نے development اور administration کے حوالے سے جتنی بھی meetings کی ہیں مجھے آج تک کسی بھی میٹنگ میں call کیا گیا اور نہ ہی intimate کیا گیا۔

جناب سپیکر: کس میٹنگ میں؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! development یا administration کی جو بھی meetings ہوتی ہیں مجھے آج تک کسی بھی میٹنگ میں call کیا گیا اور نہ ہی مجھے اس کی کوئی information ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔ کلو صاحب!جلدی کریں Please

پوائنٹ آف آرڈر

خلاف روایت مہنگائی پر بحث کے وقت کورم کی نشاندہی کرنا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! جلدی کی بات نہیں ہے۔ ہمارے ہاں جو پارلیمانی سسٹم چل رہا ہے یہ ہم نے برطانیہ کے پارلیمانی سسٹم سے اخذ کیا ہے۔ وہاں کی روایات کو بھی ہم نے follow کیا ہے۔ اب اس سسٹم کو ہم پارلیمانی لوگ خود تہس نہس کرنے چلے ہیں اور اس کی مثالیں ہر روز ہماری نیشنل اسمبلی، پنجاب اسمبلی اور سندھ اسمبلی میں آتی ہیں۔ پھر ہم یہ گلہ کرتے ہیں کہ بوٹوں والے آ گئے اور ہمارے پارلیمانی سسٹم کو چلنے نہیں دیا گیا۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ کل رات جو یہاں واقعہ پیش آیا، یہاں روایات چلی آ رہی تھیں کہ سوائے government business کے کبھی بھی اس طرح کورم point out نہیں کیا گیا۔ کل کا issue "مہنگائی" تھا، پٹرول پوری قوم پر بم بن کر گرا اور اونٹ کی کوہان پر یہ آخری تنکا تھا۔ اس issue پر کل بحث ہو چلی تھی اور مجھے نہایت افسوس ہے کہ یہاں پیپلز پارٹی کے لیڈر اور پیپلز پارٹی کے سارے دوست بیٹھے ہیں انہوں نے اپنی پارلیمانی روایات کو توڑتے ہوئے باہر مل بیٹھ کر یہ تہیہ کیا کہ ہم نے مہنگائی پر بات نہیں ہونے دینی۔ ہم یہاں تمام لوگ کروڑوں روپے لیتے ہیں اور غریب لوگوں کے ادا کئے ہوئے ٹیکس سے کروڑوں روپے ایک ایک اجلاس پر لگتے ہیں۔ کل جب مہنگائی کے انتہائی اہم topic پر بات ہو رہی تھی، پٹرول کی قیمتوں کے بڑھنے سے ہر چیز میں جو تباہی آئی ہے اس پر بات ہونا تھی لیکن یہاں پر کورم point out کیا گیا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرا ایک قطعہ سن لیں جو میں پڑھنا چاہتا ہوں۔

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جناب سپیکر: کلو صاحب! میں نے تقریر کرنے کے لئے آپ کو floor نہیں دیا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اس روّیے کو condemn کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کو آپ کیوں condemn کرتے ہیں، آپ ایوان میں خود کیوں نہیں حاضر ہوتے، آپ کورم کو کیوں پورا نہیں رکھتے، اگر کوئی نشاندہی کرتا ہے تو پھر یہ کس کا قصور ہے؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ روایات کو پامال کرنے والوں کے ساتھ پارٹی بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں قواعد و ضوابط کی بات کرتا ہوں۔ آپ بلاوجہ بات کرتے ہیں۔ مجھے آپ کی بات پر افسوس ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ملک وارث کلو صاحب نے آپ کو کہا ہے کہ آپ پارٹی بن رہے ہیں۔ آپ انہیں کہیں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ الفاظ آپ خود ہی حذف کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں انتہائی ادب کے ساتھ یہ بات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ وہ روایات جو پارلیمانی روایات کے نام سے، اس معزز ہاؤس کے نام سے approved ہیں اور جن پر consensus ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان روایات کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ یہ بالکل اس معزز ہاؤس کی پچھلی ساٹھ ستر سالہ روایات ہیں کہ Question Hour, یعنی Private Members' Day, Adjournment Motions, Privilege Motions عام ممبران سے متعلق جو مواقع ہوتے ہیں ان پر کورم point out نہیں کیا جاتا اور عام بحث پر بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔ ہاں legislation میں گورنمنٹ پر لازم ہے کہ وہ کورم پورا کرے اور اس کے بعد legislation کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان روایات کا خیال رکھنا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اپوزیشن کو بھی ذرا تھوڑا سا موقع دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں(محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔آج جس departmentکا Question Hour تھا میں اس کی پارلیمانی سیکرٹری ہوں۔ میں نے اس حوالے سے بات کرنی تھی۔ پہلے مجھے کچھ ان باتوں کا جواب دینا پڑے گا۔ بات یہ ہے کہ یہ بھی پارلیمانی روایات ہی ہیں کہ Rules of Procedure میں کورم پورا کرنا آخر سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہو گا تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وہ بات کر دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں(محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب سپیکر! جب مہنگائی پر بحث ہونی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس پر میں rulingدے چکا ہوں۔اب آپ اپنی اور بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں(محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب سپیکر!یہ ایک اہم اور critical issue تھا اور کتنے وزراء کرام موجود تھے اگر یہ بات sensitivityکی بات ہے تو پھر ہر ایک کو اپنی responsibility feel کرنی چاہئے۔ اس طرح سے یہ کہنا کہ کورم point outکرنا ہر ممبر کا حق ہے اور کورم پورا کرنا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے،اگر یہ اتنے serious ہیں تو کالی پٹیاں باندھ لینے سے sensitivity نہیں آتی اور کالی پٹیاں باندھ لینے سے آپ ڈرامہ تو دکھا سکتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کلو صاحب!آپ تشریف رکھیں۔اپنی باری کا انتظار کریں۔ وارث کلو صاحب!ان کو بولنے دیں۔ میں نے floorان کو دیا ہے۔آپ کیا کرتے ہیں؟ Let hir speak

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں(محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب سپیکر!اگر پنجاب اسمبلی میں شور مچانے کا مقابلہ کرنا ہے تو مجھ سے زیادہ شور کوئی نہیں مچا سکتا اور یہ میں guarantee سے کہہ رہی ہوں تو اس لئے جب میں کسی کی بات تحمل سے سنتی ہوں تو میری بات بھی غور سے سنی جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ بالکل بہت اہم معاملہ ہے جس پر تمام Houses میں بات ہوئی تو پنجاب اسمبلی کو بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا پھر full House ہوتا اور یہاں پر پنجاب کے لوگوں کو نظر آتا کہ کتنے sensitive issue پر جب کلو صاحب کروڑوں روپے کی

دُہائی دے رہے تھے تو کلو صاحب کے آنے جانے کا ٹائم بھی نوٹ کر لیں کہ کل وہ کتنے بجے تشریف لائے تھے اور کتنے بجے گئے تھے۔ اس طرح سے صرف میڈیا کو trick کر کے اور کالی پٹیاں باندھ کر مسئلہ حل نہیں ہو گا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ اس طرح نہ کریں، کیا کرتے ہیں؟ میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔ No cross talk.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! پاکستان کا 65 فیصد حصہ پنجاب پر مشتمل ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے commitment کی تھی کہ آپ مجھے ٹائم دیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! شکریہ۔ خوش آمدید۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو بات ہو رہی ہے اگر باری باری کر لیں تو زیادہ اچھی بات ہے۔ پہلے وہ کر لیں پھر آپ کر لیں۔ پھر جو سپیکر صاحب نے بتایا ہے کہ لغاری صاحب ہیں تو اس کے بعد میں آگے دیکھ لوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں آپ کو بھی ٹائم دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اگر مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے گا تو میں بات کر سکتی ہوں otherwise پھر اگر وہ بولیں گے تو میں بھی بولوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ گزارش کر رہی تھی کہ اس اہم issue پر تمام ہاؤس کو سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور پنجاب پاکستان کا 65 فیصد ہے تو مہنگائی کا زیادہ issue ہے وہ پنجاب کے اندر رہے تو ہمیں پوچھنا چاہئے کہ پنجاب overdraft پر کیوں چل رہا ہے؟ ہمیں پوچھنا چاہئے کہ 7۔ارب روپے تنوروں میں جھونک دیئے گئے تو اس کے ساتھ کسی غریب آدمی کا بھلا ہو سکتا تھا۔

جناب سپیکر! بہت سارے issues ہیں جن پر ہم بھی بات کرنا چاہتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ کورم پورا کرنا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ جب آپ کالی پٹیاں باندھ کر آئے، آپ نے باہر تصویریں بنوائیں تو اس کے بعد ہاؤس میں بھی بیٹھنا چاہئے تھا پھر اس پر بات بھی کرنا چاہئے تھی۔ اس طرح تو صرف میڈیا گیلری کے ساتھ کھیل کر آپ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو مطمئن کر لیں گے تو ایسا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! دوسرا میں ایک اہم issue پر اس وقت بات کرنا چاہ رہی تھی تو سپیکر صاحب نے مجھے اب ٹائم دیا تھا۔ ثقافت کے محکمہ کے بارے میں آج سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟ آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر تھا اس پر آپ کی بات ہو گئی ہے۔ اب جو بھی ہے مختصراً wind up کریں۔

(اذان ظہر)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر specifically اسی issue کے بارے میں تھا۔ سپیکر صاحب نے جونہی question hour ختم کیا تو میں اسی وقت کھڑی ہوئی تھی لیکن انہوں نے دو تین معزز ممبران کو ٹائم دے دیا تو میں بات نہیں کر سکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں ثقافت کے محکمہ کی پارلیمانی سیکرٹری ہوں، میرا فرض بنتا ہے اور میرے فرائض منصبی میں شامل ہے کہ جو بات سچ اور حقیقت ہے وہ اس ہاؤس کے floor پر ہونی چاہئے۔ میں نے اپنی پچھلی بجٹ

تقریر میں الحمراء آرٹ کونسل کے بارے میں کچھ facts and figures کے ساتھ بات ہاؤس میں رکھی تھی لیکن unfortunately وہ سیاسی معاملہ ہوا، پھر پریس کانفرنس ہوئی اور پھر وہ بات غائب ہو گئی۔ آج بھی اس الحمراء آرٹ کونسل کے بارے میں سوال اس question hour میں موجود تھا لیکن اس سوال کی باری نہیں آئی۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ یا تو اس سوال کو pending فرما دیا جائے یا میں دست بستہ آپ سے گزارش کروں گی کہ جو الحمراء آرٹ کونسل کا حال ہے اور جو الحمراء آرٹ کونسل میں کرپشن ہے، ابھی وسیم قادر صاحب جو ہمارے حکومتی بنچوں کے ممبر ہیں انہوں نے بھی الحمراء آرٹ کونسل کے بارے میں facts and proof کے ساتھ بات کرنی چاہی تھی تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ question pending کر سکتے ہیں تو وہ فرما دیجئے ورنہ آپ کم از کم کمیٹی تشکیل دے دیجئے جو الحمراء آرٹس کونسل کے audits کو check کرے، جو الحمراء آرٹس کونسل کی proceedings کے بارے میں facts اس ہاؤس میں لے کر آئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مجھے اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہئے کیونکہ میں اس محکمے کی پارلیمانی سیکرٹری ہوں اور میرے فرائض میں شامل ہے کہ جو سچ ہے وہ اس ہاؤس کو پتا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ وسیم قادر صاحب اور آپ کل بیٹھ کر بات کریں اور ہمیں چیمبر میں ہی بتا دیں پھر اس کے حساب سے ہم دیکھ لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے جس وقت پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت مانگی تھی تو اس وقت کلو صاحب نے بجلی اور گیس سے متعلق ایک بات کی اور اس سے متعلق میاں نصیر صاحب نے بھی add up کیا کہ گھر گھر میں صفِ ماتم بچھا ہوا ہے۔ actually بات یہ ہے کہ الزامات حکومتوں پر دینے کی بجائے، ہم لوگ یہاں سیاستدان بیٹھے ہیں پارٹیوں کو ایک طرف کریں سب سے اہم ہمارا ملک ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر، بجلی، گیس اس قسم کے پوائنٹ آف آرڈرز اٹھا کر الزامات حکومتوں کو دینے کی بجائے ہمیں چاہئے کہ ہم seriously بیٹھ کر ایک کمیٹی بنائیں۔ جس میں ان matters کو جو گورنمنٹ کے ہیں seriously take up کیا جائے اور

development کو چھوڑ کر ان matters کو پوری قوم کے لئے حل کریں۔اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کی باتوں کا نہ تو وقت ہے نہ موجودہ اسمبلی کے ممبران کو اتنا غیر سنجیدہ معاملہ اٹھانا چاہئے کہ ایک حکومت کا گریبان پکڑیں اور دوسری حکومت کا گریبان پکڑیں۔اب سنجیدہ وقت ہے کہ ہم اس ملک کے متعلق سوچیں اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی development کی جو سکیمیں ہیں ان کو دو سال کے لئے چھوڑ دیں۔ حکومت کو free hand دیں تاکہ حکومت ہمارے ان matters کو حل کر سکے کیونکہ یہ سب کچھ unplanned ہے۔ میری ایک Adjournment Motion بھی اسی کے متعلق آپ کے پاس pending ہے اور میں اسی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے request کروں گی کہ مہربانی کر کے اس کو جلد اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی طرف آ رہا ہوں، میں نے نام لکھے ہوئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بعد میں بولی ہیں، آپ کا نام میاں نصیر صاحب کے بعد ہے۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔یہاں پر جناب کلو صاحب نے برطانیہ کے حوالے سے جمہوری پارلیمانی روایات کی بات کی ہے تو اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ we are a polarized Nation in the making. ہم دھڑے بندی کا شکار ہیں۔ ہمارے روّیے سیاسی ہیں نہ جمہوری ہیں۔اس حوالے سے یہاں جن جمہوری ممالک کی روایات کا ذکر کیا گیا ہے ان ممالک میں تو کورم کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ کورم ان کے آئین میں ہی نہیں ہے اور ان کی پارلیمانی روایات میں بھی نہیں ہے۔انڈیا میں بھی کورم کا مسئلہ نہیں ہے وہاں دو ممبر بھی بیٹھے ہوں تو ایوان کی کارروائی چلتی رہتی ہے اس لئے میری آپ کے توسط سے معزز ممبران حضرات سے گزارش ہے اور خاص طور پر وزیر قانون اس پر توجہ فرمائیں کہ قواعد و ضوابط سے کورم کا section ختم کر دیا جائے۔یہ ممبران اسمبلی کے لئے ایک test ہو گا کہ وہ حکومتی معاملات میں،

اداراتی معاملات میں، عوام کے معاملات میں کتنی دلچسپی رکھتے ہیں اور کتنے لوگ ایوان میں موجود ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ، بہت شکریہ۔میاں صاحب !آپ تشریف رکھیں۔ جو کورم ہے یہ basically ہمارے آئین میں ہے اور آپ کو بھی اس کی تبدیلی کا پورا procedure معلوم ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بھی یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جن دوستوں کے نام ہیں میں ان کو باری دیتا ہوں۔ صرف ایک تحریک استحقاق لینے دیں اس کے بعد دوستوں کو باری دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات صرف timing کی ہوتی ہے۔اگر timing relevant نہ ہو تو بات نہیں ہوتی۔ فجر کی نماز فجر کے وقت ہی پڑھی جائے گی اگر اس وقت میں کہوں کہ عشاء کی نماز۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ کہیں کہ دو گھنٹے بعد اس کے بارے میں بات کرو تو پھر اس کی continuation نہیں رہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ ابھی پارلیمانی روایات اور کورم point out کرنے کی جو بات چل رہی ہے تو Private Members' Day پر اسی ہاؤس کے اندر لاء منسٹر صاحب کی میرے خیال میں تو حکومت کی ملی بھگت کے ساتھ جب ہماری ایک Resolution RGST پچھلی دفعہ ہاؤس کے ایجنڈے میں تھی تو Private Members' Day پر مل ملا کر کورم point out کیا گیا کیونکہ اس وقت ruling coalition پاکستان مسلم لیگ (ن) فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ confrontation نہیں چاہتی تھی۔ اسی طرح آج price hike کا جو issue ہے، یہاں کی جو debate ہے آپ بھی قانون کو بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہماری debate نے کہیں نہیں جانا، ہماری debate نے صرف press کے اندر report ہونا ہے۔ ہمارے ہاؤس سے جو چیز جائے گی وہ ایک resolution ہو گی۔ جس دن سے یہ اجلاس شروع ہوا میں نے ہاؤس کے اندر ایک resolution جمع کرا دی تھی۔ میں نے لاء منسٹر صاحب اور سپیکر

صاحب سے request کی تھی کہ اسے out of turn لے لیا جائے تو مجھے کہا گیا کہ اسے out of turn نہیں لینا۔ ہمارے اس ہاؤس کے اندر rules suspend کر کے بہت دفعہ out of turn قرار دادیں لائی گئی ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ایک resolution لائی جائے، مجھے credit لینے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ بے شک اس قرارداد کو حکومت پیش کر دے میں withdraw کر لوں گا۔ حکومت یہ resolution جمع کرا دے کہ پنجاب کی اسمبلی اور پنجاب کے عوام اس چیز پر concerned ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کو واپس لیا جائے۔ میں پھر سے عرض کروں گا کہ یہاں کی debate صرف press میں رپورٹ ہو گی ہماری resolution صدر کو جائے گی، وزیر اعظم کو جائے گی، نیشنل اسمبلی کو جائے گی اور باقی اسمبلیوں کو جائے گی۔

Formal opinion of this House will be through a Resolution, not through a debate. A debate will be just a discussion in this House and the press will report it. Do we just want to report in the press or do we want to formally being conveyed to the Federal Government that we have a serious concern about this?

اس بارے میں، میں نے سپیکر صاحب سے بھی گزارش کی تھی۔ اب آپ Chair کر رہے ہیں، اب آپ سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ اس resolution کو مہربانی کر کے take up کر لیں۔ میرے نام سے take up نہ کریں بلکہ حکومت take up کر لے۔

But the Punjab should formally convey its concern on this price hike.

یہ میری گزارش ہے اگر یہ نہیں کرنا تو پھر debate کے دوران سے کورم point out ہو سکتا ہے۔ آپ آج بھی دیکھ لیں کورم آج بھی پورا نہیں ہے کوئی point out کرے یا نہ کرے یہ بعد کی بات ہے لیکن اگر ہم ایک Resolution لے آئیں گے تو وہ کورم سے بھی آزاد ہے اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں ابھی اس کو دیکھتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں نے already نام لکھے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پلیز! دیکھیں میں نے نام لکھے ہوئے ہیں۔ جی، میاں نصیر صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے آپ کی ruling چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں Chair کے پاس اتنا right رہنے دیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

حسن مرتضیٰ صاحب! میں آپ کو floor دوں گا۔ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے آپ کی ruling چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل میں floor بھی دوں گا، جب آپ بیٹھیں گے تو ruling بھی دوں گا اور سب کچھ کروں گا۔ آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ میاں نصیر صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جب وقت گزر جائے گا تو پھر بات کا کیا فائدہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: Chair کا اتنا آپ احترام رکھیں کہ Chair نے اگر کسی کو floor دیا ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کا احترام سر آنکھوں پر، لغاری صاحب نے ایک بات کی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! .This is no way جن ممبران نے ٹائم لکھوایا ہوا ہے ان کے بعد میں نے آپ کا نام لکھ دیا ہے۔ میں آپ کو ابھی floor دوں گا، تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا نام بھی شامل ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ابھی میرے ایک معزز ممبر نے ایوان کے اندر کورم کے حوالے سے بات کی کہ کورم پورا کرنا گورنمنٹ کی ذمہ داری تھی۔ ہم آج تک یہی سمجھتے رہے ہیں کہ اگر یہ مفاہمت کی حکومت چل رہی ہے تو اس کے اندر یہ لوگ بھی ہماری اس گورنمنٹ کا حصہ ہیں، اگر یہاں گورنمنٹ سے مراد صرف جھنڈے والی گاڑی لینا، پروٹوکول کو enjoy کرنا ہی ہے اور پنجاب کے لوگوں پر آنے والی آفت کے بارے میں بات کرنے سے اجتناب کرنا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں

کہ ان کو اب یہ مان لینا چاہئے، اپنے کردار کو واضح کر لینا چاہئے کہ گورنمنٹ کا حصہ رہنا ہے یا ہم نے بطور اپوزیشن کردار ادا کرنا ہے؟ مجھے یہ بتائیں کہ اگر کل اس پر بحث طے ہوئی تھی تو کیا قباحت تھی کہ ہم اس پر بات کر لیتے کہ پنجاب کے اندر بجلی نہیں آ رہی؟ اس میں کیا قباحت تھی کہ اگر ہم اس پر بات کر لیتے کہ وہ گیس جس کا Prime Minister of Pakistan نے وعدہ کیا تھا کہ پنجاب کی انڈسٹری کو ہفتے کے اندر پانچ دِن گیس ملے گی۔ جس دِن یہ اعلان ہوا اس دِن کے بعد پنجاب کی انڈسٹری میں ہفتے میں پانچ دِن گیس کی لوڈ شیڈنگ کا آغاز کر دیا گیا۔ پنجاب کے اندر لاکھوں کروڑوں گھروں کا چولہا اس انڈسٹری کی وجہ سے چلتا ہے اور اس انڈسٹری میں پنجاب کے اندر پانچ دِن سے گیس کو بند کر دیا گیا۔ اس میں کیا حرج تھا کہ اگر پنجاب کے لوگوں کے بارے میں یہ بات کر لی جاتی؟ آج اگر پنڈی اور لاہور جیسے شہروں کے اندر دیکھا جائے تو صبح جو بچے سکولوں کو جاتے ہیں ان کو گیس نہ ہونے کی وجہ سے ناشتا نہیں ملتا۔ آج یہ پنجاب دوبارہ ان اندھیرے دِنوں کی طرف واپس جا رہا ہے جس میں گیس ہے، بجلی ہے اور نہ زندگی کی اور کوئی سہولت ہے۔ اس میں کیا بُرائی تھی، کیا حرج تھا کہ اگر اس دِن یہ بات کر لی جاتی کہ جو تیل کی قیمتیں بڑھائی گئی ہیں، آج پوری دُنیا کے اندر جب internationally تیل 160 ڈالر فی بیرل تھا تو اس وقت یہاں پر -/66 روپے قیمتیں تھیں آج 90 ڈالر فی بیرل قیمت ہے اور پٹرول کی قیمتیں بڑھادی گئی ہیں تو اس میں کیا حرج تھا کہ اگر اس پر بات کر لی جاتی کہ اگر غیر ضروری طور پر پٹرول کی قیمتیں بڑھائی جائیں گی تو مہنگائی کا ایک طوفان پاکستان میں آئے گا اور ایسا مہنگائی کا طوفان آئے گا کہ یہاں پر پھر کوئی سیاسی حکومت چاہے ان کی ہو، چاہے کسی اور کی ہو نہیں بچے گی۔

جناب والا! میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس دن اس ایوان کے اندر چاہے ایک ممبر بھی بیٹھتا یہ ہمارا فرض تھا، آج پاکستان کے اندر جو مہنگائی کا طوفان دانستہ طور پر لے کر آیا جا رہا ہے اس پر بات کی جاتی۔ ابھی میری بہن نے بات کی کہ پنجاب کے ہر گھر میں صفِ ماتم بچھا ہوا ہے۔ یہ صفِ ماتم پنجاب کے گھروں میں نہیں پاکستان کے 18 کروڑ عوام کے گھروں میں بچھا ہوا ہے۔ ایک عام آدمی جس کے لئے دو وقت کی روٹی پوری کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے آج وہاں سے بات ہونا تھی۔ اگر کل بات ہوتی تو یہ بات بھی ہونی تھی کہ پاکستان کی ایک سیاسی بھتہ خور جماعت نے پنجاب پر الزام لگایا ہے اس پنجاب میں جہاں سندھی بھی رہتے ہیں، جہاں بلوچی بھی رہتے ہیں، جہاں پٹھان بھی رہتے ہیں اس پر یہ گندہ الزام لگایا گیا ہے کہ پنجاب کے ہر گھر میں مجرا ہوتا ہے۔ میں اس سیاسی

بھتہ خور جماعت کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہوں۔ان کے اس بیان کے خلاف کہ انہوں نے پنجاب کے صرف دس کروڑ عوام پر الزام نہیں لگایا بلکہ یہ پاکستان کی 18 کروڑ عوام کے اوپر یہ گند اچھالا ہے اور یہ گند پنجاب کے اندر رہنے والے ہر سندھی، پنجابی اور بلوچی پر لگایا گیا ہے میں اس پر بھی احتجاج کرتا ہوں۔ ہم نے اس دن یہ بھی احتجاج کرنا تھا کہ آج پاکستان کی عوام دس سال کی آمریت کے بعد جمہوریت کو دعائیں دے کر لائے تھے،ایک جوش وجذبے کے ساتھ لے کر آئے تھے لیکن آج اس جمہوریت نے پاکستان کے ہر گھر کے اندر اندھیرا کر دیا ہے۔آج زندگی کا ہر معاملہ مشکل ہے۔ابھی میرے بھائی نے جی ایس ٹی کی بات کی تو عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ وفاقی حکومت پاکستان کی عوام کو کسی نہ کسی طرح ہر زاویہ سے ان کی زندگی کا تانا بانا مشکل کرنے پر اڑی ہوئی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو آج فیڈرل کے اندر 500۔ارب روپے کی کرپشن ہے۔آج یہ جی ایس ٹی کی بات کرتے ہیں کہ 350۔ارب روپے اکٹھے کرنے ہیں آج فیڈرل گورنمنٹ کے اندر 700۔ارب روپے کی کرپشن ہے۔ ہمارے لئے یہ بات باعث شرمندگی ہے کہ یورپین پارلیمنٹ یہ پالیسی بناتی ہے کہ پاکستان کے اندر کرپشن کو کس طرح سے روکا جائے۔ ہمارے لئے یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ پاکستان کا Interior Minister یہ کہتا ہے کہ پاکستان کے سولہ محکمے کرپشن کی نذر ہو چکے ہیں۔آج آئی ایس آئی اور آئی بی کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے کہ خدا کے لئے پاکستان کے سولہ محکمے جن کے اندر کرپشن عروج پر ہے ان کو روکا جائے۔ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ یورپین پارلیمنٹ میں یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کو اب کوئی aid نہیں دی جائے گی۔ 28۔ارب روپے فیڈرل حکومت نے ایشیئن بنک کو اس لئے ادا کئے ہیں کہ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک نے ہمیں جو aid دی تھی وہ aid ہم شفاف طریقے سے پاکستان کے اندر نہیں لگا سکے۔ ہم آمریت کا رونا روتے ہیں ان آٹھ سالوں کے اندر صرف 9۔ارب روپے pay کئے گئے اور ان کے اڑھائی سال کے اندر 28۔ارب روپے صرف اس لئے دیئے گئے کہ اس موجودہ وفاقی حکومت نے وہ تمام پیسے کرپشن کی نذر کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی التجا کروں گا کہ اگر دوبارہ اس ایوان کے اندر مہنگائی پر بات ہو،ایک عام آدمی کی ضرورتوں کی بات ہو تو چاہے اس ایوان کے اندر ایک آدمی بھی بیٹھا ہو ہمیں اس بحث میں حصہ ضرور لینا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بھی اگر بولنا ہے تو میں آپ کا نام لکھ لیتا ہوں۔ آپ کو بھی floor دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ debate price hike پر ہے یا پوائنٹ آف آرڈر پر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میرے بھائی ٹائم پر detail میں بات کرتے تو زیادہ بہتر تھا لیکن آپ نے ان کو کافی موقع دیا وہ بولے ہیں لیکن محض بیانات کے اوپر تو بات نہیں چلنی چاہئے۔ ماشاء اللہ ان کی وفاق میں 91 سیٹیں ہیں تو ان کو آگے آنا چاہئے اور عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا چاہئے۔ اس طرح سے بحث کرنا، شور ڈالنا، ان کو تو اب اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے یہ موقع کا فائدہ اٹھائیں chance avail کریں اور یہ عدم اعتماد کی تحریک کو لے کر آگے بڑھیں۔ اب تو کتنا اچھا موقع ہے۔ میں واپس اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر آنا چاہتی ہوں اور میں آپ کی ایک بہت اہم issue کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ راولپنڈی اور اسلام آباد کے پنجاب ہاؤس کے daily wages کے ملازمین جنہیں چار ماہ سے تنخواہیں نہیں ملیں اور یہ وہ ملازمین ہیں جن کی تنخواہیں -/4500 سے -/5500 روپے تک ہیں۔ ایسے ملازمین کل کو جب خودکشیاں کرتے ہیں اور اس کے بعد ہم ان کو جا کر چیک دیتے ہیں جو کہ bounce ہو جاتے ہیں تو ہم ان کو پہلے ہی کیوں نہ دیکھ لیں تاکہ مزید ملازمین خودکشی نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے اس issue پر میں آپ کی توجہ دلانا چاہ رہی تھی ان کی جو چار ماہ سے تنخواہیں رکی ہوئی ہیں ان پر action لیا جائے اور ان کو وہ تنخواہیں دلائی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ لغاری صاحب جس وقت بات کر رہے تھے اس وقت تو میں آپ کی ruling چاہتا تھا کیونکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ کورم آج بھی پورا نہیں ہے کیا اس قسم کی نشاندہی کے بعد ضروری نہیں کہ گنتی کروائی جاتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کا طریقہ یہ ہے کہ کورم point out کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں عرض کر رہا ہوں آپ میری بات سن لیں۔یہاں بڑی پارسائی کی باتیں ہو رہی ہیں، ایمانداری کی باتیں ہو رہی ہیں، کسی کے گریبان کو پکڑنا بہت آسان ہے، اپنے میں جھانکنا مشکل ہے۔یہاں آپ دیکھ لیں کہ House میں کتنے لوگ موجود ہیں اور باہر حاضری پر آپ دیکھ لیں کہ کتنے لوگوں کی حاضری لگی ہوئی ہے۔کم از کم جو لوگ یہاں پارسائی کی باتیں کر رہے ہیں ایماندار بنے بیٹھے ہیں وہ جا کر اپنی جماعت کے ان لوگوں کے voluntarily sign کاٹ دیں کہ وہ لوگ نہیں آئے لہذا ان کو آج کی تنخواہ نہ ملے۔

جناب سپیکر!یہاں پر پنجاب حکومت کی بات ہے، جب مہنگائی پر بات ہوتی ہے فیڈرل حکومت پر criticize کرنے سے پہلے یہاں پر یہ تو بتایا جائے کہ پنجاب کے حکمرانوں کے پاس ملیں بھی ہیں اور اس کے علاوہ سارا کچھ ہے وہ کم از کم اپنی ملوں کی چینی تو سستے داموں بیچیں۔پنجاب کے جو ملز مالکان ہیں ان کی چینی بھی -/100 روپے سے زیادہ میں بک رہی ہے اور جو فیڈرل گورنمنٹ نے لے کر دی ہے وہی آج -/65 اور -/70 روپے بازار میں مل رہی ہے۔اگر یہاں پر مہنگائی پر بات ہوتی ہے تو اس بھنڈی، پیاز، ٹماٹر کی بھی بات ہو جس کی پرائس کنٹرول کرنا خالصتاً پنجاب گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کہاں ہیں وہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں، وہ مارکیٹ کمیٹیاں جن کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ پرائس کو کنٹرول کریں۔

جناب سپیکر!ایک آدمی نے کل کورم point out کیا انہوں نے سارا الزام اس بات پر لگا دیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا ہے۔یہاں پر پارٹی کے behalf پر کوئی بندہ بھی کورم point out کرتا ہے اور نہ ہی یہ پہلے سے decide ہوتا ہے۔یہ اس کی اپنی ذاتی رائے ہے کہ وہ یہاں پر کورم point out کرے۔آج آپ بڑی خوشی سے ٹائم رکھیں بلکہ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر پوری پوری تقریر کروا رہے ہیں اس سے زیادہ بہتر موقع ان کو آخر کب ملنا ہے؟آپ یہاں پر بحث کروائیں انشاءاللہ تعالیٰ ہم تیار ہیں جتنے ممبران بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے یہاں موجود ہیں وہ اس پر بات کریں گے۔جس وقت جی چاہے آپ اس پر بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جناب عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب والا!میں دو باتیں کرنا چاہوں گا ایک تو آج مہنگائی پر کافی بحث ہو رہی ہے اور یقیناً سپیکر صاحب نے اس پر کل کا دن بھی مقرر کیا تھا لیکن بدقسمتی سے اس پر بات

نہیں ہو سکی۔Almost parties کا جو مؤقف ہے ہر پارلیمانی پارٹی کے بندوں نے یہاں پر اپنا مؤقف دے دیا ہے اور اخبارات میں بھی آ گیا ہے اس پر آئندہ بھی جب کبھی آپ debate رکھیں گے تو سب کو بات کرنی چاہئے۔ مجھے صرف ایک بات کا دکھ ہوتا ہے اور تکلیف ہے، ابھی میرے ایک بھائی فیڈرل گورنمنٹ پر تنقید کر رہے تھے اور ان پر الزامات لگا رہے تھے پاکستان مسلم لیگ (ن) سے ان کا تعلق ہے، جیسا کہ میری ایک بہن نے بھی کہا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اتنا اچھا موقع دے دیا ہے، ان کے پاس 91 ممبران ہیں اور 69 ممبران سے تحریک عدم اعتماد آ سکتی ہے۔ آج قومی اسمبلی میں اپوزیشن majority میں آ چکی ہے۔ حکومت اقلیت میں آ چکی ہے اور آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا ہے۔[****] جس کا یہ حوالہ دے رہے ہیں [*******]

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ [****] حکومت کہہ دیں تو ان کو نہیں روکا جاتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ ہماری بات تو سنتے نہیں ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں پھر یہی گزارش کروں گا کہ یہ محض تقریروں سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! ایک منٹ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی روایات کو آج کیوں نہیں ملحوظ خاطر رکھا جا رہا، آج کیوں اس قسم کی باتیں کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے؟ اگر کوئی یہاں پاکستان پیپلز پارٹی کے بارے میں زبان کھولے گا، ہاں! ایک پارلیمانی روایات کے مطابق، ایک جمہوری طریقے کے ساتھ اس کو criticize کرے ہم سننے کے لئے تیار ہیں لیکن اگر کوئی [****] تو پھر وہ جواب ہم بھی دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یہ جو دو الفاظ آپ نے کہے ہیں وہ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں نے تو وہ بات کی ہے کہ جو ممبر نے کہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے یہ الفاظ نہیں کہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو بھی تقریر کی وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں اسی تقریر کو سامنے رکھ کر کہتا ہوں کہ ہم اس کو عملی جامہ پہنائیں۔یہ محض تقریریں کیوں کرتے ہیں؟ ان کے اپوزیشن لیڈر کہتے ہیں کہ ہم اس حکومت کو derail کریں گے، اس کے خلاف تحریک عدم اعتماد لائیں گے اور نہ ہی انہیں اعتماد کا ووٹ دیں گے۔یہ آدھا تیتر آدھا بٹیر والی بات کیوں کرتے ہیں؟ آئیں یہ آگے بڑھیں اور ہم ان کا ساتھ دیں گے۔اگر یہ کہتے ہیں کہ حکومت اس قابل نہیں کہ وہ حکومت کر سکے، اس نے عوام کے ساتھ ناانصافی کی ہے، اس نے عوام کے حق کی بات نہیں کی، جمہوریت کے نام پر ووٹ لینے والی، روٹی کپڑا اور مکان کے نام پر ووٹ لینے والی حکومت نے عوام کو کچھ نہیں دیا تو آئیں پہل کریں اور ہم ان کا ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ہی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اصل بات یہ کرنا چاہتا تھا کہ۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! بیٹھیں۔میں نے جو نام لکھے ہیں اس کے حساب سے ہاؤس چلانے دیں۔انہیں بات تو ختم کر لینے دیں۔کلو صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔کلو صاحب! اس طرح نہیں۔ پلیز، آپ بیٹھیں میں پھر آپ کو ٹائم دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج کے روزنامہ "ڈان" میں ایک تصویر چھپی ہے جس میں کچھ لوگ احتجاج کر رہے ہیں کہ ملتان روڈ کی توسیع ہو رہی ہے لیکن وہاں کے متاثرین کو ادائیگیاں نہیں کی جا رہیں۔ جہاں ملتان روڈ بن رہا ہے وہاں پر لوگوں کو ان کی ادائیگیاں نہیں کی جا رہیں مگر جب مغلپورہ کے underpass اور ring road بنی تو وہاں کے لوگوں کو ادائیگیاں کر دی گئی تھیں۔وہاں 18 لاکھ 99 ہزار 555 روپے فی مرلہ کے حساب سے ادائیگی کی گئی۔یہ ایک خاص ممبر قومی اسمبلی کا حلقہ بنتا ہے وہاں یہ چیز دے دی گئی لیکن ملتان روڈ پر یہ نہیں کیا جا رہا لہذا میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ملتان روڈ کے ان متاثرین کو بھی کم از کم مغل پورہ والے ریٹ پر ادائیگیاں کر دی جائیں تو

بہتر ہو گا۔وہ لوگ آ کر ہمیں اپوزیشن چیمبر میں ملے ہیں تو میرا فرض بنتا تھا کہ میں ان کی آواز اس ایوان کی وساطت سے ایوان بالا تک پہنچاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!اب میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔کلو صاحب!اس طرح نہیں۔میرے لئے آپ بڑے محترم ہیں لیکن مجھے ہاؤس کو بھی چلانا ہے۔Then what about the points of order جو باقی سب نے raise کئے ہیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں نے ان کی باتوں کا جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب!تشریف رکھیں،میں آپ کا جواب لیتا ہوں۔کلو صاحب!ہاؤس آپ نے چلانا ہے یا میں نے؟.This is no way پلیز آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: آپ bulldoze نہ کریں اور مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب!اس طرح نہیں۔پلیز تشریف رکھیں۔کلو صاحب!This is no way پہلے فوزیہ بہرام صاحبہ بات کریں گی ان کے بعد آپ کی باری آئے گی۔جن ممبران نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہوا ہے میں انہیں موقع دے رہا ہوں۔جی،فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!میاں نصیر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اچھی خاصی تقریر کی ہے اور انہوں نے میرا نام لے لیا کہ میں نے یہ کہا ہے کہ پنجاب کے ہر گھر میں صف ماتم بچھا ہے۔خدا نہ کرے۔ مجھے خدا کی الرحم الرحمین اور خدا کی الرحم الرحیمی اور اس کی غفور الرحیمی پر پورا یقین ہے۔ میں پنجاب کیا پورے پاکستان کے کسی گھر میں یہ نہیں چاہتی بلکہ پوری دنیا کے کسی گھر میں نہیں چاہتی کہ صف ماتم بچھے۔ میں نے یہ نہیں کہا اسے بالکل کارروائی میں نہ لایا جائے۔خداوند تعالیٰ کی ذات پر میرا ایسا یقین نہیں ہے۔ میں نے جیسے پہلے کہا تھا میں پھر کہتی ہوں کہ ہمارے ملک کے جو حالات ہیں،مہنگائی،آئل اور گیس سب سنجیدہ مسائل ہیں براہ مہربانی سنجیدگی کے ساتھ ان matters کو discuss کرنے کے لئے ہاؤس کے سینئر ذمہ دار ممبران کی کمیٹی بنائی جائے جو ان matters کو جانتے اور سمجھتے ہوں کہ یہ کیسے حل کئے جائیں گے اور ان کی سفارشات مرکزی

حکومت اور ان محکموں کو بھیجی جائیں تاکہ ہم ان کا حل نکالیں۔ یہاں کھڑے ہو کر محض ایک دوسری حکومت کا گریبان پکڑ لینے اور ان کو گندہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔چودھری جاوید صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!اب تو مجھے اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب!آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔میں آپ کو floor دیتا ہوں۔باقی لوگوں نے بھی ٹائم مانگا ہوا ہے۔I know میں نے پورا ہاؤس چلانا ہے۔میں نے آپ کا نام note کر لیا ہے۔ آپ کی باری آتی ہے تو میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ ابھی پانچ منٹ بعد کوئی قیامت نہیں آ جائے گی۔ جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر!آج مہنگائی کے بارے میں جو باتیں ہو رہی ہیں، میری بہنوں اور بھائیوں نے اس پر بہت کچھ فرمایا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے۔جو تجویز پیش کی گئی ہے کہ ہمارے ہاؤس کی طرف سے قرارداد کی شکل میں وفاقی حکومت کو ایک پیغام جانا چاہئے، میری گزارش ہے کہ اس پر ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ میاں نصیر صاحب نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ انہوں نے حقائق بیان کئے ہیں۔ آج ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پنجاب کے خلاف سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہمیں یہاں پر صرف political point scoring نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی زبانی کلامی باتیں کرنی چاہئیں بلکہ ہمیں ساتھ تجاویز بھی دینی چاہئیں کہ ہم اس مہنگائی کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں اور اس مہنگائی کو بڑھانے میں جو بیرونی عوامل ہیں ان کو کس طرح سے minimize کرتے ہوئے کنٹرول کیا جا سکتا ہے؟ ہم اس مہنگائی کو جس good governance کے ساتھ کنٹرول کر سکتے ہیں اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جیسے میرے ایک بھائی نے چینی کے بارے میں کہا میں اس بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ وفاقی حکومت چینی کی قیمتوں کو کنٹرول کرتی ہے۔وفاقی حکومت کے پاس expertise بھی ہیں، وہاں experts کی ٹیمیں بیٹھی ہیں۔ انہیں پتا کیوں نہیں چلتا کہ ہمارے ملک میں کتنی چینی پیدا ہوتی ہے اور کب اس کی shortage ہو جائے گی، کب اس کی قیمتیں کم ہیں اور کب بڑھ جائیں گی؟ان ماہرین سے کام لینا ہماری سیاسی حکومتوں کا کام ہے۔اگر سیاسی حکومتیں ان معاملات پر توجہ نہیں دے پا رہیں تو پھر سارے مسائل عوام کو face کرنا پڑتے ہیں۔میں یہ چاہوں گا کہ ہمارے اس ہاؤس کی جانب سے یہ تجاویز جائیں کہ ہر ڈیپارٹمنٹ، فوڈ آئٹمز ہوں یا دیگر چیزیں ہوں، چاہے ان میں تیل یا بجلی کا

معاملہ ہو جو تمام چیزوں پر اثر انداز ہوتا ہے ان سب کے لئے ماہرین کی ٹیمیں بنا کر ان سے آراء لیں اور اس میں ہمارے ممبران اور قومی اسمبلی کے ممبران کی بھی political will شامل کی جائے۔ یہ وہ معاملات ہیں جنہیں ہاؤس میں discuss ہونا چاہئے۔وزیر اعظم صاحب یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تیل کی قیمتیں نہیں بڑھائیں بلکہ یہ تو اوگرا نے بڑھائی ہیں۔اوگرا کس کی بنائی ہوئی اتھارٹی ہے، اوگرا کو کس نے یہ اختیار دیا، اوگرا کون سی entity ہے جو ہمارے ملک کی پارلیمنٹ سے بھی بالاتر ہے اور وہ ساری قوم کا خون چوس رہی ہے؟ اسی طرح جب بجلی کی قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں تو اس کے بارے میں بھی ایسے ہی کہہ دیا جاتا ہے۔یہ وہ چیزیں ہیں جو نہ صرف ہماری معیشت کو، ہماری زراعت کو بلکہ ہمارے ایک غریب آدمی کے کھانے پینے کی چیزوں کو بھی مہنگا ترین کر دیتی ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ جس طرح ہماری پنجاب حکومت نے بہت سے محکموں میں ہمارے ساتھیوں کی کمیٹیاں بنا کر، ان سے آراء لے کر اور ان کے ماہرین کے ساتھ بیٹھ کر بہت سارے معاملات کو سلجھایا ہے۔اسی precedent کو وفاقی حکومت کے لئے بھی suggestion کے طور پر یہاں سے تجاویز بھیجی جائیں نہ کہ ہم صرف زبانی کلامی باتیں کرتے ہوئے اپنی point scoring کریں۔ میں یہ باتیں جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت حکومت سے باہر جتنی پارٹیاں بیٹھی ہیں وہ ہماری پارٹی کو صرف یہ مشورہ دیتی ہیں کہ آپ آج گورنمنٹ گرائیں اور ڈیموکریسی کو derail کریں۔ یہ مشورے اچھے نہیں ہیں، انہیں آمریت کی عادت ہے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ سب سے سینئر ہیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کیا ہاؤس میں بیٹھ کر کوئی چیز کھائی جا سکتی ہے؟ کلو صاحب ابھی پارلیمنٹ کی روایات کی بات کر رہے تھے یہ ان کو بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل نہیں کھا سکتے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں شوگر کا مریض ہوں اور hypogly caemia کے ڈر کی وجہ سے میں ٹافی رکھتا ہوں- میری شوگر low ہو رہی تھی تو میں نے ٹافی کھالی ہے- اگر میں نے کچھ نہ کھایا تو آپ کو ابھی مجھے اٹھا کر ہسپتال لے جانا پڑے گا- آپ مجھے ٹائم دے دیں تو میں اپنی وضاحت کر کے چلا جاتا ہوں-

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں-

سید ناظم حسین شاہ: اگر ان کو اتنی ہی کمزوری ہے تو ہم ان کو ملتانی سوہن حلوہ کھلائیں گے اور یہ ٹھیک ہو جائیں گے-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس وقت جمہوریت کو برقرار رکھنے کے لئے سب سے بڑی قربانی ہماری پارٹی دے رہی ہے۔ پوری قوم کو اس چیز کو appreciate کرنا چاہئے۔ میں یہ بات بالکل کھل کر کہنا چاہتی ہوں کہ مہنگائی میں حکومت پنجاب کا کوئی ہاتھ نہیں ہے بلکہ یہ ایک federal issue ہے- آپ پٹرول کی قیمتیں دیکھ لیجئے، آپ overall قیمتیں دیکھ لیجئے- اگر اسے زبردستی ہمارے اوپر تھوپا جاتا ہے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی- سارا میڈیا بیٹھا ہے، پورا ایوان موجود ہے اور پورا پنجاب سن رہا ہے کہ یہ ایک federal issue ہے، یہ صوبے کا issue نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایسے مشورے دینا کہ جس سے حکومت کو derail کیا جائے، ہم نے یہ نہیں کیا اور سب سے بڑی قربانی ہم نے دی ہے۔ آپ بھی انتظار کیجئے اور اس وقت کا انتظار کیجئے جس وقت دوبارہ الیکشن ہوں گے، آئینی طور پر ہوں گے، جمہوری طور پر ہوں گے اور پھر ان الیکشن کے بعد ہی دوبارہ نئی حکومت آنی چاہئے۔ اس میں ہمیں کوئی لالچ نہیں ہے۔ ہم صرف اپنے صوبے اور ملک کا خیال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری چیز یہ کہوں گی کہ یہاں چینی کے حوالے سے بہت زیادہ باتیں کی جاتی ہیں۔ مجھے پچھلی حکومت سے یہ پوچھنا ہے کہ جب surplus چینی موجود تھی تو import کیوں کی گئی، -/21 روپے کیوں بیچی گئی؟ اس پر غور کیا جائے۔ اُس وقت بھی -/21 روپے کلو چینی فروخت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس وقت آپ کے ملک میں چینی -/45 روپے میں پڑتی تھی تو وہ -/21 روپے میں کیوں فروخت کی گئی؟ اس وقت ہمارے ملک میں 83 شوگر ملیں ہیں جن میں سے

صرف 25 شوگر ملیں سیاست دانوں کی ہیں۔ مجھے بتائیے کہ کیا صرف ان 25 شوگر ملوں کے لئے سارا کچھ کیا جاتا ہے؟ ایسا نہیں ہے۔ ہمیں کسی بھی انڈسٹری کو برباد کرنے کا حق نہیں ہے۔ میں بڑی خوشی سے کہتی ہوں کہ (ن) لیگ نے صوبے میں نئے industrial estates بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہ industrial estates رحیم یار خان اور بھیرہ کے قریب بن رہے ہیں۔ سندر اسٹیٹ میں جو پلاٹ فروخت کئے گئے تھے ان کو واپس لے کر دوبارہ re-sale کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں time مقرر کیا گیا ہے کہ within a certain period وہاں پر 25 فیصد کام مکمل کیا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے جو اقدامات ممکن ہو سکتے ہیں ہم وہ کر رہے ہیں۔ پوری امید ہے کہ نہ صرف صوبے بلکہ پورے ملک کی عوام ہمیں appreciate کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ مولانا چنیوٹی صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ جب price hike کے بارے میں بحث ہو تو یہ ساری باتیں اس وقت کر لی جائیں۔ اس طرح ہاؤس کا باقی بزنس بھی مکمل ہو سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فکر نہ کریں، ہم House کا business مکمل کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ یہ clear کر دیجئے کہ کیا ہم پوائنٹ آف آرڈر پر دس یا پندرہ منٹ debate کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بس دو تین لوگ بات کرنے والے رہ گئے ہیں پھر اس کے بعد میں House کے business کی طرف آ رہا ہوں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مہنگائی کا مسئلہ چل رہا ہے، میں نے پوچھا تھا کہ اس پر بحث ہو گی یا نہیں؟ میری گزارش یہ ہے کہ یہ اس وقت اہم ترین مسئلہ ہے لہذا اس کو زیر بحث لانے کے لئے ایک وقت مخصوص کیا جائے۔ حقیقی صورتحال یہ ہے کہ ابھی حج کا سیزن گزرا ہے اور حج کے دنوں میں ہوائی ٹکٹ کی قیمت -/1,12,000 روپے تھی۔ اب وہی ٹکٹ -/45,000 روپے کا ہو گیا ہے۔ اُس وقت بھی پی آئی اے کو منافع ہو رہا تھا اور اب بھی منافع ہو رہا ہے تو یہ ایک مہینے کے اندر اتنا بڑا فرق کیوں آ گیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مصنوعی طور پر مہنگائی پیدا کی جا رہی ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اگر بازار یا منڈی میں جائیں تو آدمی کے اَوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ ٹماٹر اس وقت -/90

روپے کلو مل رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اور وفاق تک اپنی بات پہنچانے کے لئے یہاں بحث کے لئے ایک دن مختص کیا جائے اور اس مسئلے کا ضرور کوئی حل نکالا جائے۔ بڑی فیکٹریوں کے مالکان سے گزارش کی جائے کہ وہ غریب عوام کے حال پر رحم و کرم کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! price hike کا ایک mechanism ہوتا ہے۔ آپ اپنی عوام کو جو food subsidy دیتے ہیں وہ اُس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ آپ کی economy revenue generating نہ ہو۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس وقت point of orders پر بات ہو رہی ہے لیکن میں اس وقت بات کرنا چاہوں گی جب price hike کے حوالے سے debate ہو رہی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جناب وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ ابھی محسن خان لغاری صاحب اور میری ایک چھوٹی بہن نے یہ کہا ہے کہ (ن) لیگ کے پاس 91 ممبران ہیں اس کے باوجود یہ وزیر اعظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد کیوں نہیں لاتے؟ اس بات سے ان کا mind set سامنے آ رہا ہے۔ میں اس کے بارے میں صرف یہ عرض کروں گا کہ "خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا" یہ (ق) لیگ والے، ایم کیو ایم والے اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب جو تماشا لگائے پھرتے ہیں اب ان پر کسی کو اعتبار نہیں ہے کہ آخر میں یہ کیا کریں گے؟ آیا یہ عدم اعتماد میں serious بھی ہیں یا صرف اپنی اپنی قیمتیں بڑھانے کے لئے یہ سارا تماشا رچا رہے ہیں؟ میں (ق) لیگ والوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ یہ لوگ تحریک عدم اعتماد لے آئیں کیونکہ ان کے پاس بھی 55 ممبران ہیں، ایم کیو ایم کے پاس 25 ممبران ہیں اور 7 ممبران مولانا فضل الرحمٰن کے پاس ہیں۔ ہم کسی ایسی game کا حصہ نہیں بنیں گے کہ جو صرف اپنے rate بڑھانے کے لئے کھیلی جا رہی ہو۔ یہ (ق) لیگ والے پنجاب کے حوالے سے پیپلز پارٹی کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پنجاب میں آپ اپوزیشن میں بیٹھیں گے تو تب ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ پیپلز پارٹی کے لوگ جو کہ ہمارے ساتھ حزب اقتدار کے benches پر بیٹھ کر کورم point out کرتے ہیں، گورنمنٹ کا حصہ بن کر کورم point out کرتے ہیں ہم ان سے خود کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ اپوزیشن کرنا چاہتے ہیں تو پھر کھل کر اپوزیشن

کریں۔اگر حکومتی benches پر بیٹھنا چاہتے ہیں تو پھر اس صورت میں انہیں behave کرنا چاہئے۔یہ ان سازشی عناصر کا حصہ نہ بنیں۔ہماری leadership کا stance بڑا clear ہے کہ ہم اس پتلی تماشے کا کبھی حصہ نہیں بنیں گے۔

جناب سپیکر! ابھی سید حسن مرتضیٰ صاحب نے چینی کے بارے میں بات کی ہے۔اس کا جواب عرض کرتا ہوں کہ Trading Corporation of Pakistan سب اجناس کو monitor کرتی ہے۔وہ سب commodities کو بھی monitor کرتی ہے تو TCP کو پتا تھا کہ اس وقت ہماری چینی کی consumption 52 million ton ہے جبکہ ہمارے پاس اپنی production 32 million ton تھی۔ان کو پتا تھا لیکن انہوں نے جان بوجھ کر import کی اجازت نہیں دی۔انہوں نے چینی کو import کرنے کی اجازت نہ دے کر خود ایک بحران پیدا کیا ہے۔پیپلز پارٹی نے خود یہ بحران create کیا ہے۔اس کے ذریعے یہ کراچی کے سیٹھ لوگوں کو نوازنا چاہتے تھے۔یہ یہاں پر ایک رمضان شوگر مل کا نام لے کر راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ٹافی کھانے کے بعد تو آپ کو میٹھی میٹھی باتیں کرنی چاہیئں تھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمیں کب انکار ہے کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں؟ اس کے باوجود یہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ اپوزیشن میں جا کر بیٹھ جائیں۔وارث کلو صاحب کوئی چوتھی دفعہ تقریر کر چکے ہیں اور یہ بڑے بازو ہلا ہلا کر باتیں کر رہے تھے۔وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر یہ اتنے ہی ایماندار ہیں تو آج جا کر اپنے حاضر نہ ہونے والے ممبران کے allowances رکوا دیں کیونکہ وہ حاضر نہیں ہیں لیکن ان کی حاضریاں لگی ہوئی ہیں۔یہ خود تو ایک دن کی قربانی دے نہیں سکتے اور یہاں بیٹھ کر وفاقی حکومت کے حوالے سے corruption کی نشاندہی کر رہے ہیں۔انسان کو کسی کے بارے میں بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں ضرور جھانک لینا چاہئے۔میں نے کلو صاحب کو پہلے بھی یہ کہا ہے کہ اگر ہم ادھر آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں

تو بڑے کڑوے گھونٹ پی رہے ہیں۔ ہم لوٹوں کا راستہ روکنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب میں بھی لوٹا کریسی شروع ہو جائے، پھر چھانگا مانگا کی سیاست شروع ہو جائے؟ ایسے لوگوں کو روکیں۔ یہ تو اتحاد توڑنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر جس طرح میرے محترم دوست کلو صاحب نے اظہار کیا ہے اور محترم شاہ صاحب نے جو جواب دیا ہے میں اسی ضمن میں عرض کروں گا کہ ہم یہاں پر ایک بڑی سوچ کے ساتھ پنجاب کی حکومت میں شامل ہیں اور یہاں پر میاں شہباز شریف صاحب جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں وہ مکمل free hand کے ساتھ پنجاب حکومت کو چلا رہے ہیں اور ہماری ان کو support حاصل ہے۔ آج تک ہم نے کسی قسم کی کوئی blackmailing کی، کسی قسم کی کوئی corruption کی اور نہ پنجاب حکومت کے ان معاملات میں دخل اندازی کی ہے جس سے system کو کوئی نقصان پہنچے۔ میں دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے دو اڑھائی سال کے عرصہ میں free hand سے اس صوبہ میں حکومت کی ہے کہ یہاں پر جو چھانگا مانگا نہیں بنا اور یہاں پر جو good governance کی بات ہوتی ہے میں اس کی گہرائی میں نہیں جاؤں گا اس کے پیچھے پاکستان پیپلز پارٹی کا خون شامل ہے اور ہمیں سبق سکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس ملک کی عوام اور جمہوریت کے سب سے بڑے چیمپئن ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) اپنے خون کی قربانی دے کر اس ملک میں derail ہوئی جمہوریت کو دوبارہ واپس لائیں اور اس ملک کے معزز سیاستدان جو اس ملک میں نہیں آ سکتے تھے انہیں ملک میں لائیں اور اس ملک میں اپنی جان کی قربانی دے کر آج وہ قبر میں ہیں لیکن ان کے خون کی وجہ سے آج ہم لوگ ان ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، آج ہم یہاں پر تقریریں کر رہے ہیں، آج قومی اسمبلی کے اجلاس ہو رہے ہیں، ہر آدمی آزادی کے ساتھ بات کر رہا ہے اور پاکستان میں کوئی سیاسی قیدی نہیں ہے۔ اگر آپ اس کی گہرائی میں جائیں گے تو اس کے پیچھے ہماری قیادت اور ہمارے ہزاروں کارکنوں کا خون شامل ہے باقی کسی جماعت کے لیڈر تو کیا، کا ممبر کو بھی یہ اعزاز حاصل نہیں کہ اس نے اس ملک کے لئے جان کی قربانی دی ہو اس لئے یہاں پر ہمارے حوالے سے جو بات کی جا رہی ہے میں ایک دفعہ پھر کہوں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو یہ سبق نہ سکھائیں کہ آپ opposition میں بیٹھیں، ہم نے جب بیٹھنا ہو گا ہمیں کوئی روک نہیں سکے گا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں

کہ ہم نے اداروں کو مضبوط کرنا ہے، ہم نے مفاہمت کی سیاست کرنی ہے، ہم نے چھانگا مانگا نہیں بننے دینا تو ہم اس کو جمہوریت کے لئے قربانی سمجھتے ہیں۔ اگر کچھ بے وقوف لوگ اور کچھ ایسے لوگ جنہیں عقل نہیں ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کسی وزارت کا شوق ہے تو ہم یہ وزارت محترمہ کی جوتی کی نوک پر اٹھا کر پھینک دیتے ہیں اس لئے اُن عقل کے اندھوں سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم اس ملک میں مفاہمت چاہتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! وسیم اختر اور حیدر عباس رضوی نے قومی اسمبلی سے باہر آ کر جو language شروع کی اگر آپ یہاں پر اُس طرح کی language کو نہیں روکیں گے تو ہمیں بھی یہ language کہنی آتی ہے، عقل کے اندھے، فلانے اور فلانے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہزاروں کارکنوں کا خون نہیں یہ پاکستانی اداروں کا خون ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

کلو صاحب! آپ شوگر کے ساتھ ساتھ بلڈ پریشر کے مریض تو نہیں ہیں؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر راجہ ریاض کو نہ بولنے دیا گیا تو پھر یہاں کوئی بھی نہیں بولے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): راجہ صاحب! اگر آپ نے اپنی بات مکمل کرنی ہے تو کر لیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برق (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی جذباتی ہو گئے ہیں۔ ہم اداروں کا احترام جانتے ہیں اور ہم نے ہمیشہ اداروں کا احترام کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ جب Senior Minister, Leader of the Opposition and Leader of the House بات کریں تو House کے decorum کا خیال رکھنا ہے۔ (قطع کلامیاں)

This is very wrong. کہ Senior Minister کھڑے ہیں۔ آپ بیٹھ نہیں رہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب آپ تشریف لائے تھے تو اس وقت میں نے بات کرنی تھی تو آپ نے کہا، ٹھیک ہے۔ آپ نے لوگوں کو چار چار دفعہ floor دیا، مجھے floor نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میں نے آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر میرے معزز بھائی نے اداروں کے احترام کی بات کی تو آپ ہمارا ماضی اٹھا کر دیکھیں کہ ہم نے اداروں کا کتنا احترام کیا اور ہم آئندہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں اداروں کا احترام کرنا کتنا ضروری ہے اور ہم نے اداروں، جمہوریت، سیاسی سوچ، اس ملک میں جمہوریت کی مضبوطی، اس ملک میں جمہوری اداروں کی مضبوطی اور اس ملک کی مضبوطی کا پہلے بھی دفاع کیا ہے، آئندہ بھی کریں گے اور جب وقت آئے گا تو ہم انشاء اللہ ثابت کریں گے، پہلے بھی ہماری قیادت نے ثابت کیا ہے اور اب بھی ثابت کریں گے کہ ہم کسی سے پیچھے نہیں بلکہ آپ ہمیں سب سے آگے پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری مدد کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی راجہ ریاض صاحب نے بات کی ہے، اس میں بالکل کوئی دوسری رائے نہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اس ملک کی ایک popular political leader تھیں اور جمہوریت کے لئے ان کی ایک جدوجہد تھی اور ان کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس کے نتیجے میں وہ شہید ہوئیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان کے 17 کروڑ عوام میں سے چاہے اس کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہو یا نہ ہو کہ کسی کو اس کا دکھ نہ ہو لیکن محترمہ بے نظیر بھٹو یا پیپلز پارٹی نے جو جدوجہد کی، یہ کہنا کہ وہ صرف اور صرف انہی کا خاصا تھا یا انہی کا حصہ تھا یہ مناسب نہیں ہے۔ اس جدوجہد میں میاں نواز شریف، پاکستان مسلم لیگ (ن) بطور جماعت اور اس کے کا ممبر پوری طرح سے شامل تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ راجہ ریاض صاحب خود اس بات کے گواہ ہیں کیونکہ اسی معزز ایوان میں وہ ہمارے ساتھ پانچ سال کا عرصہ اور اس سے پہلے بھی شامل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے سامنے صرف record کو درست رکھنے کی خاطر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ٹھیک ہے آپ اداروں کا تحفظ کرنے کی بات کرتے ہیں ہم اس کی پذیرائی کرتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جب ہاتھ نہ پہنچے تو پھر ہمیشہ انگور کھٹے ہی ہوتے ہیں۔ اسی صوبے میں گورنر راج بھی لگا تھا اور اس گورنر راج کو پھر چھانگا مانگا کہنا یا کچھ اور کہنا یہ سارا کچھ ہوا تھا اور میں نے خود ایک دن ٹی وی پر اپنے بھائی راجہ ریاض کو یہ تقریر کرتے ہوئے سنا کہ ہمارے پاس 200 آدمی آچکے ہیں تو وہ 200 آدمی جو آچکے تھے وہ کہاں سے آئے تھے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہمیں اس وقت اس ملک میں جمہوریت اور آئین کی بالا دستی کے لئے بہت درگزر کر کے قدم آگے بڑھانا ہوگا اور آج کی موجودہ صورتحال میں، میں سمجھتا ہوں کہ disqualification، گورنر راج، وعدہ خلافی، قرآن پر وعدہ کرنے کے بعد کہنا کہ یہ کون سی حدیث لکھ دی ہے ایک وعدہ ہی کیا تھا کیا ہوا، اِن سب کچھ کے باوجود آج میں اپنے محترم بھائی اور اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے سبھی معزز ممبران سے یہ گزارش کرتا ہوں اس کے باوجود کہ اب جب کراچی کے بھتہ خوروں نے جو مؤقف اختیار کیا اور کس انداز سے انہوں نے اپوزیشن میں بیٹھنے کی درخواست دی، کس انداز سے ڈیزل صاحب نے ایک نیا پینترا اختیار کیا آج اگر چھانگا مانگا نہیں لگ رہا تو میاں نواز شریف کی وجہ سے نہیں لگ رہا۔ آج اگر بھتہ خور اپنی سازش میں کامیاب نہیں ہو رہے تو صرف میاں نواز شریف کی وجہ سے نہیں ہو رہے۔ آج اگر محترم راجہ صاحب آپ کو ڈیزل کے پرمٹ نہیں دینے پڑ رہے تو وہ صرف میاں محمد نواز شریف کی وجہ سے نہیں دینے پڑ رہے ورنہ یہ ڈیزل کے پرمٹ بھی جاری ہونے تھے اور شاید کوئی ایک آدھ تھیلی لے کر رحمان ملک صاحب کو لندن بھی جانا پڑتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کی CEC کا اجلاس ہو رہا ہے تو یقیناً اس میں جو فیصلے ہوں گے آپ خود اس بات کو تسلیم کریں گے کہ آج تک جب بھی پچھلے 60 سالوں میں کوئی سیاسی بحران پیدا ہوا تو جو فیصلے سیاسی قیادت نے کئے وہ جماعتی مفادات کی بنیاد پر کئے، گروہی مفادات کی بنیاد پر کئے اور اپنے مفادات کی بنیاد پر کئے لیکن آج میاں محمد نواز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) جو فیصلہ کرے گی وہ پاکستان کے مفاد میں کرے گی اور جمہوریت کے مفاد میں کرے گی اس لئے معاملہ یہ ہے کہ اگر آپ اس جگہ اس معزز ایوان میں تعاون کر رہے ہیں تو اس تعاون کا ایک ہی بنیادی اصول ہے اور ہمیں اس بنیادی اصول کو نہیں بھولنا چاہئے۔ 2008 کے الیکشن کے بعد جب چاروں صوبائی اسمبلیوں اور قومی اسمبلی میں کسی جماعت کے پاس قطعی اکثریت نہیں تھی آپ کے پاس بھی قومی اسمبلی میں حکومت بنانے کے لئے 172 کا figure نہیں تھا۔ آپ کے بھی وہاں تقریباً 50 سے اوپر short numbers تھے۔ اسی طرح سے اگر ہمارے یہاں پر آٹھ short numbers تھے تو باقی صوبائی اسمبلیوں میں سندھ کو چھوڑ کر کسی جماعت کے پاس قطعی اکثریت نہیں تھی۔ یہ فیصلہ اس ملک کی سیاسی لیڈرشپ کے درمیان consensus کے ساتھ ہوا تھا کہ جس جماعت کے پاس اکثریتی تعداد ہے خواہ وہ قطعی اکثریت ہے یا نہیں ہے وہاں پر

وہی جماعت حکومت بنائے۔اسی بنیاد پر آپ نے مرکز میں حکومت بنائی اسی اصول پر سرحد میں ANP نے حکومت بنائی اور اسی بنیاد پر یہاں پاکستان مسلم لیگ (ن) نے حکومت بنائی اس لئے اگر ہم دو تین جگہ پر اسی بنیاد پر تعاون کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اپنے تعاون کو اس انداز سے explain نہیں کرنا چاہئے اور یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اگر آپ نے اس اصول پر پنجاب گورنمنٹ کو غیر مستحکم نہیں کیا تو مرکز میں بھی آپ دیکھ لیں لیکن تمام تر چیزوں کے باوجود آپ مجھے یہ بتائیں کہ آج سے 20 دن قبل میاں نواز شریف نے خط لکھا کیا اس خط میں یہ لکھا کہ آپ پنجاب میں ہمارے ساتھ اس طرح سے مزید تعاون کریں؟ کیا انہوں نے یہ لکھا کہ آج مرکز میں ہمیں فلاں چیز دے دیں یا انہوں نے لکھا کہ آپ ہمارے ساتھ اس طرح بہتری کا سلوک کر دیں کہ فلاں فلاں جگہ پر ہمیں facilitate کر دیں۔انہوں نے اس میں یہ بات لکھی کہ احتساب ایکٹ کو legislate ہونا چاہئے۔آپ بتائیں کہ جب ملک میں ہر دوسرے دن نیا scandle آتا ہے تو اس کا حل اس کے سوا اور کیا ہے کہ احتساب ایکٹ consensus کے ساتھ legislate ہو۔اس کے بعد اگر کسی کے خلاف الزام ہو جیسے کلو صاحب اگر یہاں اٹھ کر تقریر کریں تو ہم ان کو کہہ سکیں کہ آپ یہاں وقت ضائع نہ کریں کیونکہ احتساب کا سسٹم موجود ہے آپ وہاں جائیں اور درخواست دیں وہ independent system ہے وہاں پر آپ ثابت کریں اور ثابت کرنے کے بعد یہاں پر آکر بات کریں لیکن وہ کیا وجوہات ہیں کہ پچھلے دو اڑھائی سال سے احتساب ایکٹ ایک سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس پڑا ہے اور legislate نہیں ہو رہا۔اسی طرح سے انہوں نے کہا کہ جو State owned Corporations ہیں، NIC ہے، سٹیل مل ہے، PIA اور ریلوے ہے جہاں پر تقریباً چار سے پانچ سو ارب روپیہ آپ ہر سال ڈبو رہے ہیں اور صرف 50۔ارب روپے کے حصول کے لئے آپ RGST لگا کر پوری قوم کا گلا گھونٹنا چاہتے ہیں تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ جب انہوں نے کہا کہ وہاں پر ایسے executives مقرر کئے جائیں جن پر پارلیمانی مانیٹرنگ ہو۔انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہماری مانیٹرنگ ہو بلکہ یہ کہا کہ آپ ایک ایسا سسٹم بنائیں جیسے جوڈیشل کمیشن اٹھارہویں ترمیم کے تحت بنا ہے جس میں ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کے لئے ایک parliamentary oversight کا طریق کار اپنایا گیا ہے تو اس طرح کا طریق کار اپنائیں لیکن اس خط کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ آپ ان تمام چیزوں کو اس انداز سے دیکھیں کہ اب ملک پاکستان کو اس انداز سے نہیں چلایا جا سکتا۔اگر پاکستان کو آگے بڑھانا ہے، اس ملک میں اگر جمہوری سسٹم کو آگے

چلانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان بنیادی چیزوں پر فیصلے بھی کرنے ہوں گے اور بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے پر scoring numbers کرتے رہیں ہمیں اس طرف آنا ہو گا۔ آپ نے جس طرح آخر میں اس معزز ہاؤس کو یقین دہانی کرائی ہے میں on behalf of the Punjab Government اور پاکستان مسلم لیگ (ن) آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) بطور جماعت اور اس کی قیادت قطعی طور پر کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرے گی جو پاکستان میں democratic system کو نقصان پہنچائے، جو پاکستان میں rule of law اور آئین کی بحالی یا آئین کا جو بول بالا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا کرے۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب کی بات کے بعد میرے خیال میں مزید بات کی ضرورت نہیں۔ اب ہم ایجنڈے کے مطابق چلتے ہیں۔ آج ایک تحریک استحقاق تھی، جس کے متعلق معزز ممبر نے بات کی تھی وہ کل پر چلی گئی ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 10/900 محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت اور جناب طاہر اقبال چودھری کی ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

لاہور میں محکمہ کی ملی بھگت سے مضر صحت دودھ کی سپلائی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دی نیشن" مورخہ 10۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق اوکاڑہ میں تیار کردہ ہزاروں لیٹر دودھ لاہور کی مارکیٹوں میں سپلائی کیا جا رہا ہے۔ اس چونکا دینے والی حقیقت کا انکشاف پی سی ایس آر کے ڈائریکٹر جنرل نے وفاقی قانون سازوں کے ایک وفد سے ملاقات میں کیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ 99 فیصد گوالے دودھ کو تازہ رکھنے کے لئے ایک انتہائی مضر صحت کیمیکل Formalin بطور preservative استعمال کرتے ہیں یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ packed دودھ کے متعلق reports میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ عمل صحت کے لئے موزوں نہیں جس پر عدالتوں کے نوٹس لینے کے باوجود اس کو صحت عامہ کے اصول کے مطابق نہیں بنایا گیا۔ مندرجہ بالا خبر سے عوام میں زبردست ہیجان اور اضطراب پایا جاتا ہے کہ اس متعلقہ حکومتی ادارے کی بے توجہی اور ملی بھگت سے

ان کی زندگیوں سے بے دریغ کھیلا جا رہا ہے اور دودھ والے اور packed milk بنانے والی کمپنیاں اپنی من مانیاں کرتی ہیں چونکہ معاملہ انتہائی اہم ہے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس پر پوائنٹ آف آرڈر؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی ٹائم نہیں دیا اور اس پر بھی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میری تحریک التوائے کار ہے۔ اس پر محترمہ ثمینہ خاور حیات، میں اور محترم لاء منسٹر صاحب ایک میٹنگ کر چکے ہیں۔ اس پر نہ صرف میٹنگ کر چکے ہیں بلکہ اس وقت کے سیکرٹری ہیلتھ کو بلایا گیا میں نے لاء منسٹر صاحب اور محترمہ نے بیٹھ کر اس پر تین گھنٹے brain storming کی آج وہی تحریک پھر آ گئی اور میری گیارہ تحاریک disallowed کی گئیں۔ میں آج یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر میری ایک تحریک التوائے کار کو کوئی دوسرا معزز ممبر پڑھ دے تو وہ floor پر آ جائے اور میری 11 تحاریک التوائے کار کا کبھی 83C اور کبھی 83F کہہ کر بیڑا غرق کر دیا جائے اور نہ ہی مجھے ٹائم دیا جائے تو کتنی بڑی زیادتی ہے اگر میں اس چیز کو ثابت نہیں کروں گا تو resign کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس بات پر؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس بات پر کہ اس تحریک پر میں نے، لاء منسٹر صاحب نے اور خود محترمہ ثمینہ خاور حیات نے کام کیا ہوا ہے۔ یہ خود کھڑی ہو کر بتائیں کہ کیا ہم نے اس تحریک پر کام نہیں کیا ہوا؟ میری تحریکوں کے لئے تو کوئی نہ کوئی بہانہ چاہئے کہ لائٹ چلی گئی والی تحریک التوائے کار علاؤالدین کی ہے لہذا disallowed جسے میں ثابت کر سکتا ہوں۔ میں پراپرٹی کے اوپر بات کرتا ہوں تو disallowed، میں بچوں پر بات کرتا ہوں کہ یہ سمگل ہو رہے ہیں تو disallowed، میں کس کس چیز کا ذکر کروں؟ میں کہتا ہوں کہ عدالتوں میں لوگ دھکے کھا رہے ہیں اس پر بات کر لیں تو disallowed میں fresh issues لاتا ہوں لیکن all disallowed ایک repeated issue پر allowed کیسے ہو گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے اصول تو یہ ہے کہ already جو issue آ چکا ہو وہ دوبارہ take up نہیں ہو سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی چاہتا ہوں اور آج میں 11 تحاریک کی بات کروں گا۔ آپ میری بات سن لیجئے کہ میں نے ایک بات اس ہاؤس کے سامنے رکھی ہے اور کل بھی میں نے ایک بات بچوں کی فیس کے حوالے سے کی تھی لیکن اُس وقت سپیکر صاحب تشریف رکھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ لاء منسٹر اس پر کل بات کریں گے۔ یہاں آج آپ نے سب کو بات کرنے کا ٹائم دیا کیونکہ بات کرنے کا سب کو حق ہے اور ظاہر ہے کہ مجھے بھی ہے۔ ایک بات تو یہ ہو گئی جسے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ repetition نہیں ہونی چاہئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود محترمہ میرے ساتھ اُس میٹنگ میں بیٹھی ہیں۔ یہ اسمبلی بہت مضبوط بلڈنگ ہے لیکن میں اگر آپ کو یہ بتاؤں کہ میری تحریک التوائے کار کو کون کون کاپی کرتا ہے تو شاید یہ ایوان ہلنے لگے۔ میری اپنی تحاریک التوائے کار گیارہ کی گیارہ disallowed ہو جاتی ہیں لیکن میری وہی تحریک التوائے کار یہاں پر پڑھی بھی جاتی ہے۔ میں اپنا کام پڑھ لکھ کر یہاں پر لاتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ اُس سے مختلف issue ہے اور میں rules کے مطابق رانا صاحب سے اس کا جواب لینا چاہوں گی۔ اس تحریک کو pending کیا جائے یا اس کا جواب دیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر میری یا تمہاری کی بات نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ پنجاب کا issue ہے۔ اگر اس تحریک کو میرے فاضل ممبر take up کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہاں پر یہ کیا طریقہ ہے کہ میرا matter تھا تو اِس نے چرا لیا۔ اگر میرے معزز ممبر کی بھی تحریک ہوتی اور میں پڑھنا چاہتی تو ان کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے تھا حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ شیخ صاحب میرے بھائی ہیں اگر یہ take up کرنا چاہتے ہیں تو یہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ثمینہ خاور حیات صاحبہ! میری بات سنیں، جب ایک تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے تو اس کو اسمبلی سیکرٹریٹ باقاعدہ دیکھتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔ محترمہ خود میرے ساتھ اُس میٹنگ میں تھیں تو میں نے یہ کہا تھا کہ موبائل لیبارٹریاں gates of the cities پر بنائی جائیں جو دودھ ٹیسٹ کریں۔ فرض کیجئے کہ آپ کا نام رانا مشہود احمد صاحب ہے اور میں مشہود احمد کے آگے

رانا لگا کر یہ کہہ دوں کہ میں نے تو ایک نیا نام دیا ہے تو کیا اس پر کوئی بات بنے گی؟ میری گیارہ تحاریک التوائے کار کے حوالے سے مجھے آج اُس جلاّد کا نام بتایا جائے جو میری تحریکوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور یہ کون سے لوگ ہیں جن کی تحریکیں میری ہی تحریکوں کو کاپی کر کے پاس ہو جاتی ہیں۔ دوسرا burning issue بچوں کی فیس کا ہے کہ دو سال کے بچے کو ماں یا باپ لے کر جاتے ہیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے ایک motion move کی ہے مجھے اس کا جواب دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ویسے اس پر پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ تحاریک کے بعد بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر یہ تحریک التوائے کار بھی repeat نہیں ہو سکتی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہاؤس کو rules کے مطابق چلایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر شیخ علاؤالدین کو ڈیڑھ گھنٹہ ٹائم نہیں مل سکتا تو پھر یہ تحریک التوائے کار repeat بھی نہیں ہو سکتی اور یہ میری تحریک التوائے کار ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House. شیخ صاحب اور محترمہ ثمینہ صاحبہ! آپ دونوں تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ تحاریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں جاتی ہیں اور وہاں پر دیکھا جاتا ہے۔ جہاں تک شیخ صاحب نے بات کی ہے اُس پر ہم دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ اس کا کیا جواب ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 900 جو پیش کی گئی ہے اس کا ابھی جواب نہیں آیا لہٰذا اس کو pending فرما دیا جائے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا کیونکہ تحاریک التوائے کار کے وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ منسٹر صاحب! کب تک اس تحریک کو pending کر دیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اسی ہفتے جواب آ جائے گا۔ آپ اس کو سوموار تک کے لئے pending فرمادیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں اسی تحریک التوائے کار سے متعلقہ issue پر کہنا چاہ رہا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! Let the reply come اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ کے پاس جو input ہے وہ وہاں پر دے دیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 901/10 ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں کو جاری ہونے والی ادویات انتظامیہ کی ملی بھگت سے میڈیکل سٹوروں پر فروخت ہونے کا انکشاف

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 10۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق لاہور سرکاری ہسپتالوں میں غریب نادار مریضوں کو فراہم کی جانے والی مفت ادویات باہر فروخت ہونے لگیں۔ ضلعی انتظامیہ نے لاکھوں روپے کی مالیت کی ادویات پکڑ کر قبضے میں لے لیں جو میو اور سروسز ہسپتال کے لئے جاری ہوئی تھیں۔ تفصیل کے مطابق حکومت پنجاب سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی اور غریب نادار مریضوں کے علاج معالجے کے لئے ادویات فراہم کرتی ہے لیکن ہسپتالوں کی انتظامیہ کی ملی بھگت سے ادویات مریضوں کی بجائے میڈیکل سٹوروں اور ادویات کا کاروبار کرنے والوں کے ہاتھ فروخت کر دی جاتی ہیں جبکہ غریب نادار مریض ادویات خریدنے کی سکت نہ رکھنے کی وجہ سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ اس خبر سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس تحریک میں محکمہ صحت کا issue ہے لیکن ابھی تک جواب نہیں آیا لہذا اس کو بھی Monday تک pending فرما دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یہ تحریک بھی Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 903/10 ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی اور ڈاکٹر فائزہ اصغر کی طرف سے ہے۔

محکمہ خوراک اور ضلعی انتظامیہ کی ملی بھگت سے گنے کے کاشتکاروں کا مڈل مین کے ہاتھوں لٹنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق محکمہ خوراک حکومت پنجاب کی عدم توجہ اور ضلعی انتظامیہ کی ملی بھگت سے مڈل مین نے گنے کے کسانوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کر دیا ہے۔ پنجاب کی 42 شوگر ملوں کے قریب لگے ہوئے کنڈوں پر بھی مڈل مین اور نام نہاد بیوپاریوں کا قبضہ ہے جو کسانوں سے -/160 روپے فی من گنا خریدنے کو تیار نہیں۔ پنجاب کے چار سے پانچ لاکھ خاندانوں نے تقریباً 16 لاکھ ایکڑ گنا کاشت کیا تھا مگر مناسب قیمت نہ ملنے پر ان کو ذلیل و خوار کیا جا رہا ہے۔ کسان رہنماؤں کا کہنا ہے کہ گنے کی اونے پونے داموں خرید سے کسانوں کا معاشی قتل کیا جا رہا ہے اور ان کی زندگی کو مشکل بنایا جا رہا ہے۔ اس خبر سے عوام اور بالخصوص کسان برادری میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس سلسلے میں بھی ابھی کوئی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو بھی Monday تک کے لئے pending فرما دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 904/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک پیش کرنے سے پہلے آپ سے صرف ایک بات کرنا چاہوں گی کہ یہاں واقعی repeated تحاریک پیش ہو رہی ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Let the Assembly Secretariat look into it.

آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اب جو تحریک پیش ہوئی ہے وہ میری تھی اور کل بھی دو تحاریک پیش ہوئی تھیں جو دونوں میری تھیں۔ میں نے سپیکر صاحب سے بھی بات کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سیکرٹری اسمبلی کو مل لیں اور میں ان سے بھی کہہ دیتا ہوں کہ وہ اسے دیکھ لیں۔ آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین کی اسامی خالی رہنے کی وجہ سے کلاس اول تا میٹرک کے نصاب کی اشاعت میں تاخیر

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چیئرمین پنجاب کا عہدے پر مزید کام کرنے سے انکار اور نئے تعینات ہونے والے چیئرمین میجر ریٹائرڈ شاہ نواز بدر نے بھی اسامی پر کام نہ کرنے کی اعلیٰ حکام سے معذرت کر لی۔ ذرائع کے مطابق وہ گریڈ 21 کے سینئر آفیسر ہیں جبکہ دوسری طرف سال کے سلیبس کے لئے بھی ٹینڈر ہو چکا ہے مگر چیئرمین نہ ہونے کی وجہ سے منظوری نہ مل رہی ہے اور آئندہ تعلیمی سال کے لئے پہلی کلاس سے میٹرک تک کا سلیبس بروقت پرنٹ نہ ہونے کا خدشہ ہے۔ ٹینڈر میں بھی مزید تاخیر نظر آتی ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی ایک سینئر آفیسر کے خلاف بھی محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں اور ان کا کنٹریکٹ بھی ختم ہونے والا ہے۔ کتابوں کی بروقت اشاعت نہ ہونے سے نہ صرف طالب علموں کا پورا سال ضائع ہو جائے گا بلکہ اس کا خمیازہ پوری قوم کو ٹینڈر میں pool کے ذریعے آرڈر حاصل کر کے کروڑوں روپے کے نقصان کی شکل میں بھگتنا پڑے گا۔ بک سیلرز یونین کے

صدر کے مطابق موجودہ ٹینڈر 5 روپے فی کتاب کی اضافی قیمت پر ہوا ہے جس سے حکومت پنجاب کو تقریباً 37 کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اس انتہائی کرپٹ سسٹم کو توڑنے کا واحد طریقہ open bidding ہے۔ حکومت پنجاب کتاب کو four colours کی بجائے single colour کرے۔ اس سے حکومت کو تقریباً 40 کروڑ روپے کی بچت ہوگی اور غریب کا بچہ بھی تعلیم حاصل کر سکے گا۔ تعلیمی اخراجات میں اضافہ کی وجہ سے اکثر والدین بچوں کو تعلیم دلوانے کی بجائے کسی کام پر لگا دیتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے تعلیمی اخراجات میں کمی ازحد ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے سوموار تک pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ اس میں بات پیسوں کی بجائے بچوں کے مستقبل کی ہے لہذا اسے جمعہ تک کے لئے pending کروائیں اور محکمہ کو ہدایت کریں کہ وہ اس کا جواب جمعہ تک فوری طور پر دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے جمعہ تک pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 906/10 جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔ جی، کاہلوں صاحب!

سرگودھا میں غربت کے باعث لوگ گردے فروخت کرنے پر مجبور

جناب اعجاز احمد کاہلوں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق "سرگودھا، غربت کے باعث لوگ اپنے گردے فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سرگودھا کی تحصیل کوٹ مومن میں بعض ایسے علاقے ہیں جہاں گردوں کی خرید و فروخت کا آزادانہ کاروبار ہو رہا ہے۔ یہاں کے رہائشی بھوک کے باعث اور بااثر جاگیرداروں سے لئے گئے سود در سود قرضوں

سے نجات کے لئے گردے اور اعضاء تک فروخت کر چکے ہیں۔ تحصیل کوٹ مومن کے پانچ ہزار سے زائد مرد و خواتین بااثر زمینداروں کو قرضے کی ادائیگی کے لئے گردے فروخت کرنے والوں نے ایک تنظیم بھی قائم کر دی ہے۔ ظفر اقبال صدر گردہ فروش ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ قرض اتارنے کے لئے لوگوں نے دو لاکھ روپے تک اپنا گردہ فروخت کیا ہے"۔اس خبر سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا اور اسے سوموار تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوموار کو کوئی خاص وجہ ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان سب کا جواب آنا چاہئے تھا لیکن مجھے جو فائل ملی ہے میں اس کے مطابق بتا رہا ہوں اور ہم ensure کریں گے کہ انشاء اللہ سوموار تک ان کا جواب آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار بھی 907/10 جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔ جی، کاہلوں صاحب!

مظفر گڑھ میں محکمہ کی عدم توجہ کی وجہ سے ذخیرہ شدہ گندم خراب ہونے کا انکشاف

جناب اعجاز احمد کاہلوں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق "محکمہ خوراک حکومت پنجاب کے افسران کی عدم توجہ کے باعث متعدد علاقوں میں گندم خراب ہونے کا انکشاف سامنے آیا ہے۔ مظفر گڑھ میں پی آر سی ون اور واہنڈر میں گوداموں میں پڑی ہوئی گندم کی بوریوں میں سے گندم نکال لی گئی ہے جبکہ پھٹی ہوئی گندم کی بوریوں میں پھپھوندی لگ گئی جس سے کروڑوں روپے مالیت کی گندم خراب ہو گئی"۔اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید

اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اسے بھی سوموار تک کے لئے pending کر لیا جائے کیونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے بھی سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 909/10 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔

لاہور کے جناح میڈیکل کالج میں اساتذہ کی خالی اسامیاں پُر نہ ہونے کی وجہ سے طالبات اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13۔ دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق "لاہور، محکمہ صحت پنجاب اور متعلقہ انتظامیہ کی عدم دلچسپی سے صوبہ بھر میں خواتین کے واحد جناح میڈیکل کالج میں گزشتہ چار برس سے 26 اساتذہ کی خالی اسامیوں پر ریگولر اساتذہ بھرتی نہ کئے جا سکے۔ اساتذہ کی عدم دلچسپی سے ایک طرف طالبات کو غیر معیاری طبی تعلیم حاصل کرنا پڑ رہی ہے جبکہ سرگنگارام ہسپتال کے سینکڑوں مریض بھی مکمل طبی سہولتوں سے محروم ہیں۔ ادارے میں چار پروفیسرز شعبہ (نیورآئی فرانزک میڈیسن فارماکالوجی) 9 ایسوسی ایٹس پروفیسرز شعبہ اناٹومی فرانزک میڈیسن فارماکالوجی ڈرمانالوجی سائیکاٹری پیڈیا ٹرک آرتھوپیڈک فارماکالوجی کیونٹی میڈیسن اور ای این ٹی کی اسامیاں خالی ہیں جبکہ 13 اسسٹنٹ پروفیسرز جس میں شعبہ فیرالوجی بائیو کیمسٹری فارماکالوجی میں ایک، ایک اناٹومی کی دو فرانزک میڈیسن کے دو کیمونٹی میڈیسن میں تین شعبہ سائیکاٹری میں ایک، سرجری میں ایک اور شعبہ آئی کا ایک شامل ہے، کی اسامی خالی ہے جبکہ محکمہ صحت پنجاب نے طبی اداروں کو اساتذہ بھرتی کرنے کے حوالے سے کچھ عرصہ قبل خود مختاری دی تھی مگر انتظامیہ نے خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جبکہ پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کرنے میں ناکام رہی ہے"۔ اس خبر سے طلباء و طالبات اور عوام میں بے چینی

پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): اس کا جواب بھی ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے اسے سوموار تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے بھی سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں اور پہلی قرارداد سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سیلاب کی وجہ سے ضلع جھنگ میں موضع جوگیرہ کے مقام پر کشتیوں کا پل بنانے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ضلع جھنگ کے متعدد دیہات و مواضعات جو دریائے چناب کے کنارے واقع ہیں ان میں بیس ہزار سے زائد نفوس آباد ہیں ان مواضعات کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی پر اس وقت کماد کی فصل بالکل تیار ہے اور گندم و دیگر فصلات کاشت کی جارہی ہیں۔ ان فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے تمام رابطہ سڑکیں دریائے چناب میں آنے والے حالیہ سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ اب فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے کوئی راستہ نہ ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے دریائے چناب نے اپنا راستہ بھی تبدیل کر لیا ہے۔ ذرائع آمدورفت

نہ ہونے کی وجہ سے کسان بے حد پریشان ہیں لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ موضع جوگیرہ (ضلع جھنگ) میں فوری طور پر کشتیوں کا پل بنایا جائے تاکہ کسان اپنی فصلات کو منڈی تک پہنچا سکیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"ضلع جھنگ کے متعدد دیہات و مواضعات جو دریائے چناب کے کنارے واقع ہیں ان میں بیس ہزار سے زائد نفوس آباد ہیں ان مواضعات کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی پر اس وقت کماد کی فصل بالکل تیار ہے اور گندم و دیگر فصلات کاشت کی جارہی ہیں۔ ان فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے تمام رابطہ سڑکیں دریائے چناب میں آنے والے حالیہ سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ اب فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے کوئی راستہ نہ ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے دریائے چناب نے اپنا راستہ بھی تبدیل کر لیا ہے۔ ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کی وجہ سے کسان بے حد پریشان ہیں لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ موضع جوگیرہ (ضلع جھنگ) میں فوری طور پر کشتیوں کا پل بنایا جائے تاکہ کسان اپنی فصلات کو منڈی تک پہنچا سکیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ضلع جھنگ کے متعدد دیہات و مواضعات جو دریائے چناب کے کنارے واقع ہیں ان میں بیس ہزار سے زائد نفوس آباد ہیں ان مواضعات کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی پر اس وقت کماد کی فصل بالکل تیار ہے اور گندم و دیگر فصلات کاشت کی جارہی ہیں۔ ان فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے تمام رابطہ سڑکیں دریائے چناب میں آنے والے حالیہ سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ اب فصلات کو منڈی تک پہنچانے کے لئے کوئی راستہ نہ ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے دریائے چناب نے اپنا راستہ بھی تبدیل کر لیا ہے۔ ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کی وجہ سے کسان بے حد پریشان ہیں لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ

ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ موضع جو گیرہ (ضلع جھنگ) میں فوری طور پر کشتیوں کا پل بنایا جائے تاکہ کسان اپنی فصلات کو منڈی تک پہنچا سکیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس میں ایک "ناں" آ گئی تھی۔ اب آپ اس کو explain نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے پھر یہ گزارش ہو گی کہ آرٹیکل 234 کے تحت 115 اور باقی قواعد کو suspend کر کے high price کے خلاف Resolution کو بھی take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج اس کو بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔ دوسری قرارداد ڈاکٹر فائزہ اصغر کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے written بھجوایا ہوا ہے کہ اس قرارداد کو میں move کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Chair کو تو written نہیں ملا۔ آپ کے پاس written ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، میرے پاس written موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، پیش کریں۔

صوبے کے دیہی علاقوں میں صحت کی بہتر سہولتیں اور جدید آلات کی فراہمی کا مطالبہ

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبے کے بنیادی ہیلتھ یونٹوں، تحصیل ہیڈکوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی بہتر سہولتوں

اور جدید آلات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ کوئی بھی مریض رقم نہ ہونے
کی وجہ سے طبی سہولتوں سے محروم نہ رہے اور اس کی جان بچائی جاسکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبے کے بنیادی ہیلتھ یونٹوں، تحصیل
ہیڈکوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی بہتر سہولتوں
اور جدید آلات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ کوئی بھی مریض رقم نہ ہونے
کی وجہ سے طبی سہولتوں سے محروم نہ رہے اور اس کی جان بچائی جاسکے۔"

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! I oppose it

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، You also oppose it محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس قرارداد میں لاہور کے جنرل ہسپتال کی بات ہو رہی ہے، سروسز ہسپتال کی بات ہو رہی ہے اور نہ ہی میو ہسپتال کی بات ہو رہی ہے۔ اسی طرح نہ ہم راولپنڈی کی بات کر رہے ہیں بلکہ ہم بات کر رہے ہیں دیہی آبادی کی۔ ہماری دیہی آبادی کا تناسب تقریباً 70 فیصد ہے۔ Economic recession کی وجہ سے already ہماری rural economy بُری طرح سے effect ہو چکی ہے۔ پہلے ہی آبادی کے اس کثیر segment کو یکسر ignore کیا گیا ہے۔ وہاں پر صحت کی بنیادی سہولتیں بھی نہیں ہیں، BHUs اور RHUs میں ڈاکٹر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہاں دوائیاں بھی ناپید ہیں اور وہ غریب عوام جو وہاں کے باسی ہیں ان کو first of all طبی سہولیات فراہم ہی نہیں ہو سکتیں۔ اگر وہ دور دراز علاقوں میں چلے جاتے ہیں تو صرف اس صورت میں ان کو medical facilities ملتی ہیں۔ وہ غریب لوگ جن کی ہم بات کر رہے ہیں، جن کے لئے ابھی یہاں مہنگائی کے رونے روئے گئے ہیں، جن کے لئے ہم ہر روز بات کرتے ہیں اور جن کو ہم یہاں پر represent کرنے کے لئے کھڑے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ حالانکہ صحت اور تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اس کو مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جو حکومت عوام کو صحت اور تعلیم جیسے بنیادی حقوق سے محروم رکھتی ہے اس کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ ہمارے tribal areas کو

دیکھ لیجئے اور صوبہ پنجاب کے بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں پر BHUs اور RHUs سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ وہاں پر غریب لوگ بستے ہیں اور ان غریبوں کا کیا قصور ہے کہ وہ اپنی بیماریوں پر قابو پانے کے لئے دور دراز علاقوں میں جائیں؟ اگر وہ غریب لوگ وہاں تک نہیں جا سکتے تو بہت سے لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ BHUs اور RHUs کو نہ صرف upgrade کیا جائے بلکہ ان میں جو missing facilities ہیں ان کو بھی پورا کیا جائے۔ وہاں پر ڈاکٹروں کو تعینات کیا جائے اور ان کی حاضری کو بھی ensure کیا جائے۔ وہاں پر medicines provide کی جائیں۔ جن علاقوں میں BHUs اور RHUs نہیں ہیں وہاں پر یہ قائم کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں اپنی بات کرنے سے پہلے انہی لائنوں کو دوبارہ پڑھنا چاہوں گی کہ "صوبے کے بنیادی ہیلتھ یونٹوں، تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی بہتر سہولتوں اور جدید آلات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ کوئی بھی مریض رقم نہ ہونے کی وجہ سے طبی سہولتوں سے محروم نہ رہے۔"

جناب سپیکر! اس میں یہ بات شک پیدا کرتی ہے کہ خدانخواستہ کوئی اس طرح کے health units قائم ہیں جہاں پر اس طرح کی facilities موجود ہی نہیں ہیں۔ میں اس میں ایک اضافہ چاہتی ہوں کہ جہاں جہاں یہ facilities موجود ہیں وہاں پر گورنمنٹ کو appreciate کیا جائے اور جہاں پر health facilities provide کرنے کی ضرورت ہے وہاں provide کی جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جہاں یہ اپنی نوعیت کی ایک بہت ہی serious قرارداد ہے وہاں پر میری بہن نے یہ تو کہا کہ اس میں اضافہ کرنا چاہئے، میرا بھی خیال ہے کہ اضافہ ہونا چاہئے لیکن اس میں قصیدہ گوئی کے اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں جو چیز کم ہے وہ ہے "تربیت یافتہ ڈاکٹر"۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ IMF اور تمام donors' societies سے BHUs, DHQs اور THQs میں انتہائی قیمتی اور modern machineries already موجود ہیں

مگر انہیں چلانے والا کوئی نہیں ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جو cold chains قائم کی گئیں ان کے لئے deep freezers کی ایک chain قائم کی گئی جس میں مرغیوں نے انڈے دیئے ہوئے ہیں اور وہ ڈربے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ DHQ خانیوال میں جدید ترین ایکسرے مشین یا ایکسرے یونٹ لگایا گیا تھا جو کسی کو چلانا نہیں آتا تھا۔ میں اچھی طرح سے گواہی دے سکتی ہوں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹروں میں پینتالیس پینتالیس لاکھ روپے کی الٹرا ساؤنڈ مشینیں پہنچائی گئیں لیکن وہاں qualified doctors یا qualified لوگ موجود نہ ہیں۔ ہم نے صرف یہ وتیرہ بنایا ہوا ہے کہ ہم نے کہیں پر بھی qualified لوگوں کو نہیں رکھنا۔ مشینیں لگا دینے یا پنکھے لگا دینے سے وہ چل تو نہیں سکتیں جب تک وہاں qualified doctors نہ ہوں۔ یہ قرارداد نامکمل ہے اس کے اندر یہ چیز بہت ضروری ہے کہ وہاں پر qualified لوگ ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دو چیزوں نے اس پورے سسٹم اور facility کو imbalance کیا ہے۔ پہلا یہ کہ جب open merit MBBS لایا گیا تو 64 فیصد خواتین آ گئیں اور ساری doctors بن گئیں۔ وہ خواتین اثاثہ تھیں اور human resource تھیں جنہوں نے ان مشینوں کو چلانا تھا۔ ہم ایک اور serious crisis کی طرف جا رہے ہیں۔ دوسری چیز human resource میں یہ ہے کہ جب ڈاکٹر حضرات qualify کرتے ہیں تو ان کی ڈاکٹری پر کسی قسم کا کوئی قدغن نہیں ہے یا ان کی availability کو ensure نہیں کیا گیا۔ جس کا دل چاہتا ہے وہ منہ اٹھاتا ہے اور باہر چلا جاتا ہے۔ امریکہ کے AIDS کے ہسپتالوں میں جا کر نوکری کرنا پسند کرتا ہے لیکن اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی خدمت کرنا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک بہت بڑا human resource ہے ایک لاکھ 25 ہزار general practitioners جو کہ اس قوم کی خدمت کر رہے ہیں ان کی چھوٹی سے لے کر بہت بڑی محل نما ہٹیاں اور ہسپتال ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حکومت کسی بھی نیشنل یا انٹرنیشنل پروگرام میں incorporate نہیں کرتی اور کسی طرح نہیں کرتی۔ جو qualified doctors ہیں ان کو دھکے دینا، سڑکوں پر ان پر لاٹھی چارج کروانا، ان کے colleges approve نہ کروانا اور ان کی قدر نہ کرنا یہ اس چیز میں شامل ہے۔ ان مشینوں کو آپ نے کیا کرنا ہے جس میں مرغیوں نے انڈے دینے ہیں اور اس الٹرا ساؤنڈ مشین کو میں کیا کہوں جس کے بٹن on نہیں ہیں؟ میرے اپنے دیور خدا کی قسم فوت ہو گئے صرف اتنی سی بات پر

کہ defibrillator یا وہ مشین جس سے دل کو جھٹکا لگا کر revive کیا جاتا ہے اس کی تار ڈسپنسر اتار کر گھر لے گیا تھا کیونکہ اس کی electric kettle پر بھی وہی تار لگتی تھی اور اس نے پانی ابالنا تھا۔ یہ حال ہے ان لاکھوں اربوں روپے کی مشینوں کا جنہیں سالہا سال سے مختلف حکومتوں نے آکر provide کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! کیا آپ اس قرارداد میں اضافہ کرنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس قرارداد میں دو الفاظ add کرانے کے لئے میں نے اس لئے یہ باتیں کہی ہیں کہ یہ مسئلہ عمیق تر ہے۔ اگر آپ MRIs وغیرہ کی مشینیں لا لا کر وہاں لگاتے رہیں گے، آج آپ دیکھیں کہ کیوں یہ مشینیں جل گئی ہیں؟ کبھی فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی خبر آ رہی ہے، کبھی کسی اور کی خبریں آ رہی ہیں کیونکہ ان MRIs مشینوں کو چلانے کے لئے trained staff اور human resource کہیں نہیں ہے۔ اتنا پیسا خرچ کرکے بھی لوگوں کو کچھ نہیں ملا لہذا اس کے اندر اگر یہ تین الفاظ ڈال دیں تو میں اس قرارداد کی side لے سکتی ہوں اور وہ ہے "تربیت یافتہ ڈاکٹر اور عملہ"۔ جب تک یہ تین الفاظ اس میں نہیں ہوں گے یہ بے معنی ہے۔ آپ کی حکومت نے air conditioners لگائے وہ air conditioners ایک ہی کمپنی کے تھے۔ اس کے بعد تاریں نہیں تھیں، بجلی نہیں تھی، پھر جنریٹرز دیئے گئے اور جب جنریٹرز دیئے تو ان کے آئل کا کسی نے بھی کچھ نہیں کیا۔ ان ACs نے کس وارڈ کو ٹھنڈا کیا؟ یہ کسی businessman کی دی ہوئی قرارداد تو ہو سکتی ہے کہ اس کی مہنگی مشینوں کو لا کر BHUs اور THQs میں لگا دیا جائے لیکن جو human resource ہے، جو ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہے، جو آپ کے ملک کا اثاثہ ہے اس کی قدر کرنے کے لئے، اس کو procure کرنے کے لئے، اس کی تنخواہوں کے لئے اور اس کے مسائل حل کرنے کے لئے اس پر ڈنڈے اور سوٹے اسی مال روڈ پر مارے گئے۔ میں آپ سے پرزور اپیل کرتی ہوں کہ خدارا جو آپ کے گھر کی ملائی ہے وہ human resource جس کو سب سے اچھے نمبر ملتے تھے، جو سب سے اچھے تھے ان کو کیوں نہیں اس قرارداد میں ڈالا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی بات آ گئی ہے اور اب repetition شروع ہو گئی ہے۔ Basically آپ کا یہ مطالبہ ہے کہ اس کے اندر تربیت یافتہ ڈاکٹرز اور عملے کا اضافہ کر لیا جائے۔ کیوں، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آرہی ہے کہ جنہوں نے Resolution کو oppose کیا ہے اس کو justify کرنے کے لئے الزام تراشیاں کرتے جارہے ہیں۔ No doubt کہ یہ ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی قرارداد ہے اس میں انہوں نے ایک genuine بات کی ہے۔ اب ہم عملے اور ڈاکٹر کی تعیناتی کی بات کر رہے ہیں تو اس میں اس بات کا اضافہ کرنا بہت اچھی بات ہے کہ اگر آپ کر لیں کہ عملہ تربیت یافتہ ہونا چاہئے لیکن یہ کہنا کہ یہ کسی businessman کی قرارداد ہے یا وہ اپنی مشینیں بیچنا چاہ رہا ہے تو میرے خیال میں ان الفاظ کو آپ خارج کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ان کی جو sense ہے وہ ایک اچھی sense ہے۔ جی، ڈاکٹر غزالہ صاحبہ!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ قرارداد بہت اچھی قرارداد ہے۔ اس میں، میں صرف ایک چیز add کرنا چاہتی ہوں کہ اس میں RHC کو بھی add کیا جائے۔ BHU,THU,DHQ کی بات ہو رہی ہے۔ اس میں Rural Health Centre کو بھی add کیا جائے کیونکہ بہت سے RHCs بھی ایسے ہیں جہاں appointments نہیں ہوئی ہیں، technical staff نہیں ہے اور خاص طور پر Dental Surgeon کے نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر Dental Unit بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ اتنے مہنگے مہنگے Dental Unit ہیں کہ جن کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ RHC کہہ رہی ہیں؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! RHC یعنی Rural Health Centre

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، RHC ٹھیک ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو question raise کیا گیا ہے بہت ہی اچھا ہے لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر practical aspect دیکھیں تو ہمارے جو BHUs ہیں I am witness to it کہ ان میں لوگوں نے جانور باندھے ہوئے ہیں، کسی

نے توڑی ڈالی ہوئی ہے، کسی نے کچھ ڈالا ہوا ہے اور وہ جو نقشہ پیش کرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس سے مزید میں کیا کہہ سکوں گا؟

جناب سپیکر! الحمدللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ نے health میں بڑی improvement کی کوشش کی ہے اور شبانہ روز محنت کی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے اسی وجہ سے ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کے ہسپتالوں میں کافی بہتری آئی ہے اور ہر لحاظ سے بہتری آئی ہے لیکن جہاں تک تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہیں، RHCs ہیں اور BHUs ہیں ان میں genuinely بہت زیادہ کمی پائی جاتی ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کی شروع سے بدقسمتی رہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ ہی bureaucracy پر rely کیا ہے اور ہمیشہ ہی bureaucracy نے اپنے آپ کو ایک all rounder کے طور پر پیش کیا ہے۔ آج کل جو brain drain کی بات ہو رہی ہے اور جو ڈاکٹر باہر جا رہے ہیں میں اپنے گاؤں کے BHU میں پچھلے تین سال کی تمام کوششوں کے باوجود ڈاکٹر نہیں لگوا سکا اور سارے BHUs اس طرح خالی پڑے ہیں لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہم کوئی ایسی پالیسی بنائیں کہ جس سے ڈاکٹر بجائے اس کے کہ باہر چلے جائیں وہ کیوں نہ ادھر رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! اس وقت جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس کو آپ oppose کر رہے ہیں یا اس کے حق میں بات کر رہے ہیں؟ کیونکہ اگر اس وقت آپ oppose کر رہے ہیں تو بات کر سکتے ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! یہ قرارداد بہت اچھی ہے اس کو تو oppose کرنے والی بات ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ تو وکیل ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! لیکن میری ایک عرض تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ اگر آپ اس کو oppose کر رہے ہیں تو بات کر سکتے ہیں، نہیں تو وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بعد میں بات کر لیں کیونکہ یہاں پر بڑا specific ہے اگر آپ oppose کر رہے ہیں تو بات کر سکتے ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں oppose نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس قرارداد کے متعلق جو معزز ممبران نے ابھی تک بات کی ہے کہ جہاں پر ہم بات کرتے ہیں کہ صوبے کے بنیادی ہیلتھ یونٹوں ، تحصیل ہیڈ کوارٹرز،ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں علاج معالجہ کی بہتر سہولتوں اور جدید آلات کے ساتھ ساتھ تربیت یافتہ ڈاکٹروں اور عملہ کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔اگر اس کے ساتھ اس طرح کر لیا جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر سب کا consensus ہے تو ٹھیک ہے۔اب یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبے کے بنیادی ہیلتھ یونٹوں ، تحصیل ہیڈکوارٹرز،ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں علاج معالجہ کی بہتر سہولتوں اور جدید آلات کے ساتھ ساتھ تربیت یافتہ ڈاکٹرز اور عملہ کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ کوئی بھی مریض رقم نہ ہونے کی وجہ سے طبی سہولتوں سے محروم نہ رہے اور اس کی جان بچائی جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تیسری قرارداد جناب اعجاز احمد خان کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

حج اور عمرہ کے لئے سعودی عرب کا کرایہ عمومی فضائی کرایہ کے برابر کرنے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ حج اور عمرہ کے لئے سعودی عرب کا کرایہ عمومی فضائی کرایہ کے برابر کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ حج اور عمرہ کے لئے سعودی عرب کا کرایہ عمومی فضائی کرایہ کے برابر کیا جائے۔"

MRS. SEEMAL KAMRAN: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا وطن عزیز جو اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ یہاں پر 97فیصد آبادی مسلمانوں پر محیط ہے۔ حج اور عمرہ ہر مسلمان کی بنیادی خواہش ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ آج اگر ہم اپنا internationally growth rate دیکھیں تو پوزیشن بڑی miserable ہے۔ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے اس کے شہریوں کے وسائل بھی محدود ہیں۔ایسے حالات میں ریاست کو اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لئے جہاں facilitate کرنا چاہئے تو unluckily facilitate نہیں کیا جارہا بلکہ undue بوجھ ان لوگوں پر ہے جو حج اور عمرہ کے لئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر میں کرایوں کی شرح آپ کے سامنے رکھوں تو آج عمومی residing visa جو کرایہ کی شرح سعودی عرب (جدہ) کے لئے -/40,000 روپے ہے۔ اگر آپ عمرہ کے لئے جائیں گے کیونکہ کچھ دنوں کے بعد جب عمرہ اوپن ہو گا تو رمضان المبارک سے پہلے دس سے پندرہ ہزار روپے عمرہ کی ٹکٹ میں اضافہ ہو جائے گا تو یہ ٹکٹ 50ہزار روپے سے 65-60ہزار روپے کی ہو جائے گی۔ آپ کے لئے اور ایوان میں بیٹھے معزز ممبران کے لئے یہ افسوسناک information ہو گی کہ پچھلے سال ریاست نے اسی fare کے لئے حج پر ایک لاکھ 20ہزار روپیہ فی حاجی کرایہ وصول کیا ہے جبکہ ہمارے ساتھ ہمسایہ ملک جو کہ اپنے آپ کو secular کہتا ہے اور ہم اسے نام نہاد secular کہتے ہیں وہاں پر حاجیوں کے لئے subsidy موجود ہے جو ان کا عمومی کرایہ ہے اس سے 25فیصد کم کرتے ہیں لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ریاست کو مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لئے شہریوں کو facilitate کرنا چاہئے نہ کہ اس طرح کا بوجھ ڈالا جائے اس لئے یہ ہم سب کا مذہبی اور قومی فریضہ ہے کہ جہاں جہاں پر discrimination موجود ہے، جہاں جہاں پر قوم پر غیر ضروری بوجھ ڈالا گیا ہے اور specially حج اور عمرہ کے معاملے کے حوالے سے تو وہاں پر ہم اپنی آواز اٹھائیں اور وفاقی حکومت کو اپنی ایک متفقہ قرارداد بھجوائیں کہ ان کے کرایوں کو برابر کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سیمل کامران صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے وہ بات کر لیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! چلیں! پہلے لغاری صاحب بات کرلیں پھر میں بات کرلوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس قرارداد میں جناب اعجاز احمد خان صاحب کی جو نیت ہے یا اس کا جو مقصد ہے وہ تو بڑا ہی نیک اور بڑا اچھا ہے لیکن اگر اس کی practicality کی بات کریں تو جو airlines کے کرائے ہیں وہ حکومت پاکستان تعین نہیں کرتی اور airlines ایک بزنس ہے۔ سعودی ائرلائنز کا ایک کرایہ ہوگا، عرب امارت کا ایک کرایہ ہوگا، اتحاد کا ایک کرایہ ہوگا مطلب ہے کہ سب airlines نے اپنے کرائے رکھے ہوں گے تو حکومت پاکستان ائرلائنز کو یہ ہدایات نہیں دے سکتی کہ آپ نے یہ کرایہ رکھنا ہے تو ہم ان کے بزنس آپریشن کے اندر کوئی مداخلت نہیں کرسکتے اور وفاقی حکومت کا بھی اس کے اندر کوئی عمل دخل نہ ہے۔ ہاں اگر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ذرا ایک منٹ۔ یہ کرائے پی آئی اے کے ہیں یا مطلب عمومی؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ کرائے پی آئی اے کے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس میں اگر یہ mention کردیا جائے کہ وفاقی حکومت سے سفارش کرتے ہیں کہ پی آئی اے کے حج اور عمرہ کے کرایوں میں برابری لائی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر اس کو اس طرح کردیا جائے کہ وفاقی حکومت subsidies کرنا شروع کردے۔ ہم تو جو بنیادی طور پر بات کہہ رہے ہیں وہ حکومت سے subsidy مانگ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات کو follow کرگیا ہوں، مطلب یہ ہے کہ بجائے اس پر آپ نے جو بات کرنی ہے، مطلب یہ کہ وہ حجاج یا ہمارے وہ معزز لوگ جو حج اور عمرہ کرنے جاتے ہیں تو ان کو تو ایک relief ملنا چاہئے۔ اگر ویسے ٹکٹ 40 ہزار کی ہے جس طرح بتا رہے ہیں کہ پی آئی اے کی ٹکٹ 40 ہزار روپے کی ہے تو اگر وہ 40 ہزار روپے کی دینا شروع کردے گی تو باقی airlines خود بخود اس کو follow کریں گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو کرائے رکھے جاتے ہیں اس حوالے سے میں تو کوئی Travel Agent نہیں ہوں لیکن میرے خیال میں یہ IATA کے کوئی rules ہیں ان کے

تحت ائرلائنز آپس میں طے کر کے مقرر کرتی ہیں۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ پی آئی اے کا کرایہ 40ہزار روپیہ ہو اور سعودی ائر لائنز کا کرایہ 80ہزار روپیہ ہو اور اتحاد ائر لائنز کا کرایہ 85ہزار روپیہ ہو تو وہ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ ہم تو بنیادی طور پر حکومت سے subsidy مانگ رہے ہیں، پھر بنیادی طور پر اس کی لفاظی اس طرح کی جائے کہ حکومت پاکستان یا حکومت پنجاب اس کو subsidize کرے بلکہ زیادہ بہتر ہو گا کہ ہم چونکہ پنجاب کا ایوان ہیں، ہم حکومت پنجاب سے کہیں کہ حکومت پنجاب ان کرایوں کو subsidize کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ ویسے اس پر تھوڑی سی technical بات آ گئی ہے کہ IATA کے rules کو دیکھیں کہ اگر واقعی کرایوں کو اس طرح regulate کیا جاتا ہے تو آپ اس قرارداد کو modify کر کے لے آئیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں جو محسن لغاری صاحب نے فرمایا ہے، حج کا جو fare ہے کوئی بھی ایسا حاجی جو حج کرنے کے لئے جا رہا ہے اس کی اپنی choice نہیں ہے کہ وہ کسی airline کا ٹکٹ خرید سکے۔ یہ ریاست وصول کرتی ہے اور عمرے کے حوالے سے جو increase آتی ہے وہ بھی PIA اور دوسری جو فضائی airlines ہیں یہ ان کی اپنی monopoly ہے کہ وہ اس کو increase کر دیتی ہیں۔ keeping in view the increase of the pilgrims to travel Saudi Arabia. میں آپ کو عرض کروں کہ یہ impression قطعاً غلط ہے کہ اس میں subsidy کی بات ہے۔ ریاست کی corporation اس کو operate کرتی ہے، یہ ریاست کے تابع ہے اور ریاست جب direct کرایہ وصول کرتی ہے تو PIA کا کرایہ اتنا نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے یہ بھی عرض کروں گا کہ جب میں نے اس کو dig out کیا، جب میں یہ لا رہا تھا تو میں نے PIA کے ساتھ بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہماری اس میں کچھ increase ہوتی ہے لیکن وہ اس حوالے سے ہوتی ہے کہ ہم حاجیوں کو لے جاتے ہیں اور واپسی پر aircraft خالی لانا پڑتا ہے اور جب ہم انہیں چھوڑنے کے لئے آتے ہیں تو aircraft کو سعودی عرب کی طرف خالی جانا پڑتا ہے لیکن کیا پٹرول کا اتنا خرچہ ہے کہ ٹکٹ تین گنا چلی جائے؟ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ ریاست کو ایسے انتظامات کرنے چاہئیں کہ یہ عمومی کرائے کے برابر رہے اور اس میں ریاست کا کوئی اضافی

loss بھی نہیں ہو گا۔ اگر ان airlines کے argument میں وزن بھی ہو اور ہم suppose کر لیں کہ وہ ٹھیک کہتے ہیں، حالانکہ transportation رہتی ہے اور جہاز commercial transport ہے یہ اپنے passengers کو وہاں سے لے کر آتے ہیں اور ان پر کوئی bar نہیں ہے کہ حاجیوں کو چھوڑنے کے بعد aircraft کو خالی لائیں لیکن اگر passengers کی ratio کم بھی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ مذہبی حوالے سے یہ ریاست کی ذمہ داری ہونی چاہئے۔ آج 62 سال تک ریاست کو اس پر کوئی objection ہوا نہ اس کو seriously لیا گیا اور آج حج کرنے کے لئے دو لاکھ سے زیادہ کی amount کسی غریب آدمی کے لئے ہو تو وہ حج کر سکتا ہے؟ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس پر ہاؤس کی sense لینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کو اس میں تھوڑا سا modify کرنا پڑے گا کیونکہ ہم تمام airlines کو تو نہیں کہہ سکتے لیکن PIA کو تو کہہ سکتے ہیں اور اس میں simple maths کا حساب بھی بنائیں، اگر ان کا یہ کہنا ہے کہ جہاز خالی آتا ہے، اگر وہ عام دِنوں میں 40 ہزار لے رہے ہیں تو اس کو بڑھا کر ساٹھ ستر ہزار کر سکتے ہیں لیکن تین گنا زیادہ ہونا اس کی کوئی logic نہیں بنتی ہے۔ اس میں اگر آپ PIA کا اضافہ کر لیں کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ PIA کا حج اور عمرہ کے لئے سعودی عرب کا کرایہ عمومی فضائی کرائے کے برابر کیا جائے۔"

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! I oppose.

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک منٹ کے لئے floor دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ میاں صاحب! آپ oppose کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جی، میں oppose کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ بھی oppose کر رہے ہیں؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ بات نہیں کر سکتے۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جہاں تک تو مذہبی حوالے سے بات ہوئی ہے وہ بھی سمجھ آتی ہے۔ دوسرا ہم اگر principally یہ بات کریں کہ PIA چونکہ ہماری قومی Airline ہے اس کو ہم direct کر سکتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ already خسارے میں چل رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی میرے بھائی نے خود ہی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگر عام حالات میں ایک aircraft جاتا ہے تو اس کی واپسی کی بھی book seats ہوتی ہیں اور وہ واپسی پر خالی نہیں آتا۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اگر ایک جہاز حاجی صاحبان کو لے کر جاتا ہے تو واپس بالکل خالی آتا ہے ایسا نہیں ہوتا۔ جس طرح عمرہ اور حج کا season ہوتا ہے اسی طرح سے یہ travel line میں ایک off season کی terminology بھی use ہوتی ہے اور وہ ان دِنوں میں ہوتا ہے جب لوگ زیادہ travel نہیں کرتے ہیں۔ ان دِنوں میں یہی airlines special package بھی introduce کرواتی ہیں تو بات یہ ہے کہ ہم کسی بھی ایک airline کو direct کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں کرنا چاہئے اس طرح سے discrimination ہو گی۔ اس ادارے نے خود بھی کام کرنا ہے، اس نے چلنا ہے۔ دوسرا ایک sector اگر لاہور سے کراچی ہے یا پاکستان سے سعودی عرب ہے تو اس پر صرف PIA نہیں ہے اس پر اور بھی بہت ساری airlines اپنا aircraft لے کر جاتی ہیں تو ہم دوسروں کو تو direct نہیں کر سکتے ہیں اور یہ جو fare increase ہوتے ہیں یہ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ یہ بے لگام ہیں اور کوئی check and balance نہیں ہے۔ IATA کے rules اس پر apply ہوتے ہیں اور ہر airline اپنا fare calculate کرتی ہے اور اگر ایسا ہو کہ PIA بالکل بے لگام ہے اور باقی reasonable fare increase کر رہے ہیں تو لوگ PIA پر سفر کرنا بند کر دیں گے تو یہ بالکل justified نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں وہ بات کرنی چاہئے جو زمینی حقائق کے مطابق ہو، یہ بالکل justified نہیں ہے، یہ discrimination ہے اور ہم اپنے اداروں کو مزید ڈبونے کے لئے یہاں نہیں بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میاں صاحب! آپ oppose کرنا چاہ رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں oppose کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس بات پر؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس بات پر oppose کر رہا ہوں کہ حج اور عمرہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ عمرہ پر لوگ انفرادی طور پر جاتے ہیں پیکج میں بھی جاتے ہیں جبکہ حج پر صرف پیکج میں جاتے ہیں چاہے وہ گورنمنٹ بھیجے، وزارت حج امور بھیجے یا کوئی پرائیویٹ ادارے بھیجیں اس لئے محض کرایوں کی بات کرنا مناسب نہیں ہو گا کیونکہ یہ حج پیکج ہے اس میں کرائے بھی ہیں اور boarding and lodging بھی ہے، وہاں پر یا تو تمام میں subsidy مانگی جائے صرف کرایہ اس میں بے معنی اور مہمل بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ قرارداد نہیں بنتی ہے، حج عمرے کے ساتھ اس کو الگ الگ رکھا جائے تو شاید یہ مناسب ہو گا اور جیسا کہ اب آپ نے دیکھا ہو گا کہ حالیہ حج کے دوران وزارت حج کے سکینڈل اور جو استحصال سامنے آیا ہے اس سے حجاج کرام کو بچایا جائے اس لئے یہ قرارداد اگر پیش کرنی ہے تو اس کو اس انداز سے پیش کیا جائے کہ package پر subsidy دی جائے اور اسے وزارت مذہبی امور کے استحصال سے بچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چنیوٹی صاحب! آپ oppose کرنا چاہتے ہیں؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: نہیں۔ جناب سپیکر! میں اس کی تائید میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس کی تائید جو ہے وہ ہاؤس میں vote سے ہی ہو سکتی ہے جنہوں نے oppose کرنا ہے صرف وہی بات کر سکتے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ PIA والوں کا عجیب ماحول ہے، اگر لاہور سے جدہ کا ٹکٹ خریدیں تو وہ 56ہزار روپے کا، اگر اسی دِن PIA کا ٹکٹ لاہور سے لندن کا خریدیں تو وہ بھی 56ہزار روپے کا یعنی تین گنا سفر بھی زیادہ ہے، وہاں ان کو تیل بھی ڈالروں میں ملتا ہے، سعودی عرب میں تیل ان کو آدھے ریٹ پر ملتا ہے اس کے باوجود کرائے میں کوئی difference نہیں دیکھا۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے، اس پر کوئی غور ہونا چاہئے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لینا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ابھی محترمہ سیمل کامران نے کہا ہے کہ IATA fares کو کنٹرول کرتی ہے اور میاں صاحب نے کہا ہے کہ استحصال کو ختم کیا جائے اور اس میں بہت ساری

مدات موجود ہوتی ہیں۔ میں clarify کر دوں کہ حج پیکج کے اندر fare کی مد بالکل علیحدہ ہے اور اس کے اوپر گورنمنٹ آف پاکستان arrangement کرتی ہے جتنی capacity پی آئی اے کی ہے اس کے علاوہ جس airline کی services لینی ہیں وہ گورنمنٹ آف پاکستان arrange کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے اس لئے میں آپ کا انتہائی قیمتی وقت لے رہا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہماری کسی ایک corporation پر بوجھ ہوگا یہ misconception ہے میں اس کو clarify کرنا چاہتا ہوں اور اس کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری جو سٹیٹ ہے وہ اس پیسے کو وصول کرتی ہے۔ Airline کسی بھی حاجی سے direct کوئی پیسا لیتی ہے اور نہ ہی airline کی choice کسی حاجی کے پاس موجود ہے۔ ریاست پھر آگے payment کرتی ہے وہ payment جو ہے وہ discriminatory کیوں ہے، جب ایک جہاز عمومی حالات میں ایک resident ویزہ رکھنے والے کو 40 ہزار میں لے جا رہا ہے اور لا رہا ہے تو پھر ایک حاجی کو 40 ہزار میں کیوں نہیں لے جایا جا سکتا اور واپس لایا جا سکتا؟ اس لئے اس کو carry کیا جانا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کی Resolution بہت important ہے اور اس پر قرارداد جو ہے اب یہ ساری بات ہو چکی ہے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس کے اندر ایک تبدیلی آپ نے کہا ہے کہ PIA کا ڈال دیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ PIA کا حج اور عمرہ کے
لئے سعودی عرب کا کرایہ عمومی فضائی کرایہ کے برابر کیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ PIA کا حج اور عمرہ کے
لئے سعودی عرب کا کرایہ عمومی فضائی کرایہ کے برابر کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چوتھی قرارداد محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب حکومت سے وفاقی اور دیگر صوبوں کی طرح سرکاری ملازمین کی انکریمنٹ 2010 کے موقع پر 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ

"محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے ایک مراسلہ نمبر FD.PC.2.2./2010 مورخہ 11۔نومبر 2010 کے ذریعے صوبہ پنجاب کے تمام صوبائی سرکاری ملازمین کی سالانہ انکریمنٹ 2010 میں 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد مہنگائی الاؤنس میں اضافہ پر پابندی لگا دی ہے جبکہ یہی اضافہ وفاقی حکومت اور دیگر تینوں صوبے اپنے ملازمین کو دے رہے ہیں لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ دیگر صوبوں اور وفاق کی طرح صوبہ پنجاب کے صوبائی سرکاری ملازمین کو بھی سالانہ انکریمنٹ 2010 کے موقع پر 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے ایک مراسلہ نمبر FD.PC.2.2./2010 مورخہ 11۔نومبر 2010 کے ذریعے صوبہ پنجاب کے تمام صوبائی سرکاری ملازمین کی سالانہ انکریمنٹ 2010 میں 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد مہنگائی الاؤنس میں اضافہ پر پابندی لگا دی ہے جبکہ یہی اضافہ وفاقی حکومت اور دیگر تینوں صوبے اپنے ملازمین کو دے رہے ہیں لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ دیگر صوبوں اور وفاق کی طرح صوبہ پنجاب کے صوبائی سرکاری ملازمین کو بھی سالانہ انکریمنٹ 2010 کے موقع پر 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ دیا جائے۔"

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں اس کی مخالفت کرتی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ پہلے فرمائیں!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ میں نے ایسے لوگوں کی بات کی ہے جن کا حق ہے اور جن لوگوں نے سالہا سال اپنے خون پسینے کے ساتھ اپنے ان اداروں کے کام کا حق ادا کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایڈہاک الاؤنس کیا ہوتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ وہ الاؤنس ہے جس کو regularize نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان سے پوچھ رہا تھا۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! اس کی detail یہ ہے کہ گزشتہ روز وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب نے اسمبلی کے floor پر کہا کہ پنجاب کے جتنے بھی ملازمین ہیں ان کی تنخواہ یا الاؤنس میں جو بھی اضافہ ہوتا ہے وہ اضافہ وفاقی حکومت برداشت کرتی ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو جو اضافہ وفاقی حکومت نے کر دیا اور باقی تینوں صوبے بھی دے رہے ہیں تو پھر اگر یہ اضافہ پنجاب حکومت نہیں کرتی تو کیا پنجاب حکومت کے ملازمین کے ساتھ بہت بڑی زیادتی نہیں ہے؟ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ پنجاب کے ان لاکھوں ملازمین کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مہنگائی کی باتیں ہو رہی تھیں اور بہت دعوے کئے جا رہے تھے کہ اس پر بحث کی جائے۔

جناب والا! میں انہی دعوؤں کو لیتے ہوئے آپ سے مؤدبانہ التجا اور گزارش کروں گی، اپنے پورے House اور ایوان کے ان نمائندوں سے بھی گزارش کروں گی کہ اس سال ساٹھ سے اسی فیصد خورد ونوش کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اس لئے آپ ان کا جو حق ہے وہ تو ان کو دیں۔ ہم ایک طرف تو یہ دعوے کرتے ہیں کہ چیزیں مہنگی ہو رہی ہیں، پٹرول مہنگا ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف ہم ان چیزوں کو فوقیت دے رہے ہیں کہ ان کا جو حق ہے وہ بھی ان سے چھینا جائے۔ یہ عوام پھر کہاں جائے اور کس سے التجا کرے؟ میں اس ایوان اور House کی ایک ممبر ہونے کے ناتے آپ سے مؤدبانہ التجا کروں گی کہ پنجاب کے ان ملازمین کو ان کا جو حق ہے اس کا کوئی حل نکالیں اور ان کو ان کا حق دیا جائے۔ بہت شکریہ

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ آخر میں بات کر لیجئے گا۔ پہلے ڈاکٹر صاحبہ آپ بات کر لیں اوراس کے بعد حسن مرتضیٰ صاحب!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں زوبیہ رباب کو سب سے پہلے اس بات کی support دینا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ایک انتہائی اہم مسئلے کو بڑی خوبصورتی سے نہ صرف floor پر پیش کیا بلکہ اس کو express بھی کیا ہے ۔اس میں تھوڑی سی addition کرنے کی ضرورت تھی ، addition یہی کرنے کی ضرورت تھی کہ تینوں صوبوں کی بات ہو رہی ہے تو اس کا مطلب ہے سندھ، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کی بات ہو رہی ہے۔ بلتستان، آزاد جموں کشمیر اور پنجاب یہ تین صوبے کیوں اس طرح سے رہ گئے ہیں؟اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو جتنا emphasize کیا جائے کم ہے۔ میں نہ صرف صوبہ پنجاب میں یہ آواز اٹھانا چاہتی ہوں بلکہ میں اس میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ اس کو rephrase کریں اور جو دو نئے صوبے رہ گئے ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔یہ تو کوئی بات نہیں کہ آپ سرکاری ملازمین کی سالانہ increments کو کم کر دیں۔کچھ دن پہلے بھی میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کہی تھی کہ سرکاری ملازمین اس حکومت سے سخت تنگ ہیں اس لئے تنگ ہیں کہ چھٹی تو ان کو ہوتی نہیں، جہاں پر 42 hours per week کام کرنے کی بات ہے تین بجے چھٹی ہونی چاہئے وہ نہیں کی جاتی overwork لیا جاتا ہے۔چینی بند، پٹرول بند، چھٹی بند، عید بند سارا کچھ بند کرنے کے باوجود آج تنخواہ بھی بند اور الاؤنس بھی بند۔یہ کس قسم کا trend ہے، یہ بجٹ کا کون سا package ہے جو یہ حکومت لانا چاہ رہی ہے۔اب نہ صرف پنجاب میں بلکہ بلتستان، آزاد جموں کشمیر میں بھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دو صوبے announce ہو چکے ہوئے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ announce ہوئے ہیں یا نہیں ان کی existence تو ہے، ان کو بھی نہیں مل رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، وہ صوبے میں announce نہیں ہوئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: آپ اس طرح سے نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔announce نہیں ہوئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! اس technical point کی وضاحت کو بھی پڑھوں گی۔ ابھی جناب محسن لغاری صاحب نے سمجھایا ہے وہ بھی ٹھیک ہے اور اس حساب سے اگر withdraw کرنے کی بات ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے لیکن میرا پوائنٹ وہیں موجود ہے۔ جب یہ لوگ کام کر رہے ہیں تو ان کی increments اگر آپ واپس لے کر جائیں گے تو جتنے بھی سرکاری ملازمین ہیں وہ پھر اس حکومت کے لئے کوئی اچھا نہیں سوچ رہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی یہاں مہنگائی کی بات ہو رہی تھی تو اس وقت سارے وفاقی حکومت کے خلاف بات کر رہے تھے لیکن اب جو یہ کہا گیا ہے کہ سرکاری ملازمین کے میڈیکل الاؤنس اور ایڈہاک الاؤنس میں اضافہ نہیں کیا جائے گا یا وہ نہیں دیا جائے گا تو اس پر میں یہ عرض کروں گا اور ہماری یہ request ہے کہ لوگوں کی قوت خرید میں اضافہ کرنا چاہئے۔ مہنگائی تو ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے جس سے ہم سب پر اثر پڑتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہماری قوت خرید میں اضافہ ہونا چاہئے۔ سرکاری ملازمین کی محدود تنخواہیں ہیں ان کا اپنے گھر کا بجٹ بنانا مشکل ہوتا ہے۔ اس پر کافی باتیں ہو چکی ہیں میری بھی یہ رائے ہے کہ اس کو فی الفور دینا چاہئے کیونکہ وفاقی گورنمنٹ نے اور دوسری صوبائی حکومتوں نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ oppose کر رہے ہیں، اگر oppose نہیں کر رہے تو پھر بیٹھ جائیں۔ آپ پھر بول نہیں سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو oppose کر رہے ہیں وہ بول سکتے ہیں۔ آپ oppose تو نہیں کر رہے ؟

سید حسن مرتضیٰ: نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر موصوف کی بات سے پہلے میں ایک بات clear کر دوں کہ جو ڈاکٹر سامیہ امجد نے بات کی ہے کہ آئین کے Introductory میں آرٹیکل 1 میں لکھا ہے کہ:

(1) Pakistan shall be a Federal Republic to be known as the Islamic Republic of Pakistan, hereinafter to as Pakistan.

(2) The territories of Pakistan shall comprise:-

(a) the Provinces of Balochistan, Khyber Pakhtunkhwa, the Punjab and Sindh;

(b) the Islamabad Capital Territory, hereinafter referred to as the Federal Capital;

(c) Federally Administered Tribal Areas; and

(d) such States and territories as are or may be included in Pakistan, whether by accession or otherwise.

اب آپ دیکھیں اس کے اندر بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ not provinces اور اس لئے آپ کا تو بولنا بنتا نہیں ہے۔ وزیر موصوف صاحب آپ بات کر لیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ تمام ملازمین کو اس سال بنیادی تنخواہ کا پچاس فیصد ایڈہاک الاؤنس اور میڈیکل الاؤنس دیا گیا ہے جس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے جس سے ملازمین کی مشکلات کافی حد تک کم ہو گئی ہیں۔ اس سے حکومت کے وسائل پر بوجھ بڑھ گیا ہے اس وقت حکومت کسی مزید سہولت دینے کے بارے میں نہیں سوچ رہی لہذا حکومت اس کے against جا رہی ہے اور میں یہ بھی معزز ممبران کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں سالانہ increments جس کی بات یہاں پر کی جا رہی ہے روکنے کے لئے کوئی ہدایت جاری نہیں کی گئی، یہ غلط بات ہے، کوئی ایسی ہدایت جاری نہیں کی گئی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ہمارے پاس حکومت کا circular ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا! میرے پاس بھی موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں. No cross talk. Let him talk. آپ مجھے یہ circular دکھائیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا! وفاقی حکومت ایک کام کر رہی ہے۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): یہ وفاقی حکومت کی بات نہیں ہو رہی، پنجاب حکومت کی بات ہو رہی ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بات یہ ہو رہی ہے کہ تینوں صوبے اور وفاقی حکومت یہ دے رہی ہے۔ یہاں پر وفاق اگر برداشت کرتا ہے تو تینوں صوبوں کو بھی کرنا پڑے گا۔ اس میں کیا حرج ہے کہ پنجاب حکومت اس کو کیوں نہیں کر رہی جبکہ وفاق یہ ذمہ داری accept کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے مطابق انکریمنٹ تو نہیں روکی جا رہی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے بات واضح کر دی ہے کہ اسے مزید روکنے کی کوئی ہدایت جاری نہیں کی گئی لہذا ہم اس قرارداد کو oppose کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر بڑی clear بات ہو گئی ہے اور جو letter مجھے دکھایا گیا ہے اس پر انکریمنٹ تو نہیں روکی جا رہی لہذا اب ہاؤس میں سوال put کرتے ہیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے ایک مراسلہ نمبر FD.PC.2.2./2010 مورخہ 11۔نومبر 2010 کے ذریعے صوبہ پنجاب کے تمام صوبائی سرکاری ملازمین کی سالانہ انکریمنٹ 2010 میں 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد مہنگائی الاؤنس میں اضافہ پر پابندی لگا دی ہے جبکہ یہی اضافہ وفاقی حکومت اور دیگر تینوں صوبے اپنے ملازمین کو دے رہے ہیں لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ دیگر صوبوں اور وفاق کی طرح صوبہ پنجاب کے صوبائی سرکاری ملازمین کو بھی سالانہ انکریمنٹ 2010 کے موقع پر 50 فیصد ایڈہاک الاؤنس اور 15 فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ دیا جائے۔"

میرے خیال میں فیصلہ "ناں" والوں کے حق میں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اس پر گنتی کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اس میں گنتی نہیں ہوتی بلکہ voice count ہوتی ہے۔ اگر آپ کو تسلی نہیں تو میں دوبارہ کر لیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ گنتی کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ۔اس میں گنتی نہیں ہوتی۔Chair is sitting here اور وہ voice count کر سکتی ہے۔میں دوبارہ پوچھ لیتا ہوں۔جو اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں اور جو اس کے خلاف ہیں وہ" ناں" کہیں۔فیصلہ " ناں" والوں کے حق میں ہے۔فیصلہ " ناں"والوں کے حق میں ہے۔قرارداد نامنظور ہوئی۔

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چونکہ فنانس کے متعلق معاملہ چل رہا ہے اس لئے میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 160 کی سب کلاز (V) کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ نیشنل فنانس کمیشن کے بارے میں ہے۔

> The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses…

سال ہو گیا ہے لیکن ابھی ہمارے ہاؤس میں lay نہیں ہوا اور اس کے اندر جو (b)3 ہے---

MR. DEPUTY SPEAKER: This is not right.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک منٹ میری گزارش سن لیں۔آپ نے ابھی آئین اٹھایا تو مجھے خیال آیا کہ اس ہاؤس کے اندر آئین کی ایک اور خلاف ورزی ہو رہی ہے۔(b)3 میں ہے کہ:

> The Federal Finance Minister and Provincial Finance Minister shall monitor the implementation of the award by which means twice a year and lay the report before the houses. They have not been laid.

آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر یہ بھی lay کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج فنانس سے متعلق ہی تھا تو آپ کو صبح ہی یہ point out کرنا چاہئے تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ آئین کہتا ہے۔ آپ اسے خود پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اس کو دیکھ لیتے ہیں But this is not right now. The question is something else اور ہم نے اسے کر لیا ہے۔ اب پانچویں قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

بھاگٹانوالہ سرگودھا ائرپورٹ کو دوبارہ چالو کرنے کا مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بھاگٹانوالہ سرگودھا میں قائم ائرپورٹ دوبارہ چالو کر کے یہاں سے کراچی، اسلام آباد، لاہور اور کوئٹہ کے لئے پروازیں شروع کی جائیں تاکہ سرگودھا کے عوام کا بالعموم اور تاجروں کا بالخصوص دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بھاگٹانوالہ سرگودھا میں قائم ائرپورٹ دوبارہ چالو کر کے یہاں سے کراچی، اسلام آباد، لاہور اور کوئٹہ کے لئے پروازیں شروع کی جائیں تاکہ سرگودھا کے عوام کا بالعموم اور تاجروں کا بالخصوص دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔"

میرے خیال میں اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس میں جنوبی پنجاب کے لئے ملتان بھی شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے لئے علیحدہ قرارداد لے کر آئیں۔ آپ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اسے لے آئیں۔ اب چونکہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اس لئے سوال put کرتے ہیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

یہ ایوان وفاقی حکومت سے۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سوال put ہو رہا ہے اس لئے اب oppose نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی سوال put نہیں ہوا بلکہ ابھی تو شروع ہوا تھا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ نے question put کر دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ ابھی question put کرنے لگا تھا تو انہوں نے oppose کر دیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ سرگودھا کا ایک دیرینہ مطالبہ ہے۔یہ تو صرف وفاقی حکومت کو سفارش ہی جانی ہے اور اس نے سفارش پر کون سا عمل کر دینا ہے لیکن پتا نہیں منسٹر صاحب اسے کیوں oppose کر رہے ہیں؟ اگر یہ قرارداد چلی جائے تو کم از کم یہ تو ہو گا کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران نے قرارداد بھیجی ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ oppose نہیں کر رہے تو پھر بات نہیں کر سکتے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں ائرپورٹ بنے بیس سال ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔چیمہ صاحب ساری بات کر رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: ٹھیک ہے لیکن میں اس قرارداد کی حمایت کر رہا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس قرارداد کو oppose کرنے پر مجھے منسٹر صاحب پر دکھ ہوا ہے۔ وفاقی حکومت نے یہ ائرپورٹ بنایا تھا اور اسے بنے بیس پچیس سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔آج اس ائرپورٹ پر جانور ہی سوتے ہوں گے اور وہاں کی عمارتیں بھی خستہ حال ہو رہی ہیں۔حکومت نے اس ائرپورٹ پر لاکھوں روپیہ لگایا تھا لیکن اب اسے زیر استعمال نہیں لا رہی۔میری یہی گزارش تھی کہ اس ائرپورٹ کو زیر استعمال لایا جائے تاکہ سرگودھا کا رابطہ بھی بڑے شہروں سے ہو سکے۔وزیر صاحب سے میری یہ مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اسے oppose نہ کریں، یہ سفارش ہے اور اسے آگے جانے دیں۔اگر یہ اسے بھرپور طریقے سے oppose کرتے ہیں تو میں احتجاجاً اپنی قرارداد ہی واپس لے لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ٹھہر جائیں۔انہیں سن تو لیں۔آپ جمہوری طریقہ اپنائیں۔آپ پہلے ان کی بات سن لیں پھر اسے دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نہیں چاہوں گا کہ یہاں اس ایوان سے کوئی anti-Sargodha element باہر جائے۔اگر یہ oppose کرتے ہیں تو بہتر ہوگا کہ میں یہ قرارداد ہی واپس لے لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ویسے اس پر اعتراض کیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ زیر غور قرارداد صوبائی حکومت سے متعلقہ نہ ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اس پر سفارش کرنی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): آپ نے قرارداد میں جو لکھا ہے اس کے الفاظ پڑھ لیں۔

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: وفاقی حکومت۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): یہاں پر صوبائی حکومت لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔وفاقی حکومت لکھا ہے۔

معزز ممبران: وفاقی حکومت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! Chair بات کر رہی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے پاس جو قرارداد موجود ہے آپ اسے پڑھ سکتے ہیں یہاں پر صوبائی حکومت کا لفظ لکھا ہوا ہے اسی لئے اس کی مخالفت کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ کے پاس misprint ہو کر آ گئی ہے لیکن وفاقی حکومت ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): ہم وفاقی حکومت کو سفارش کرتے ہیں اور اس سلسلے میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کاہلوں صاحب !اگر آپ نے اس قرار داد کو oppose کرنا ہے تو پھر بات ہو سکتی ہے۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بھاگٹانوالہ سرگودھا میں قائم ائرپورٹ دوبارہ چالو کر کے یہاں سے کراچی، اسلام آباد، لاہور اور کوئٹہ کے لئے پروازیں شروع کی جائیں تاکہ سرگودھا کے عوام کا بالعموم اور تاجروں کا بالخصوص دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے"۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں ابھی آپ کی طرف آتا ہوں۔کاہلوں صاحب بڑی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔میں نے ان کو floor دیا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! آج مہنگائی کے issue پر ایک بہت خوبصورت debate چل رہی تھی۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قومی issue ہے۔یہ issue آج سے نہیں بلکہ عرصہ دراز سے چل رہا ہے۔تمام پارٹیز کو چاہئے کہ وہ اس issue پر ایک table talk کر کے اس کا حل نکالیں۔اگر ہم ایک دوسرے پر اعتراضات ہی کرتے رہے تو یہ اس issue کا کوئی حل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے اصل مسئلے کی طرف جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے سرگودھا ڈویژن کا ایک important مسئلہ سرگودھا میں ہائیکورٹ بنچ کے انعقاد کا ہے اور یہ مسئلہ آج سے نہیں بلکہ تیس چالیس سال سے آ رہا ہے۔راولپنڈی بعد میں ڈویژن بنا لیکن وہاں ہائیکورٹ کا بنچ بن گیا۔ملتان بعد میں ڈویژن بنا وہاں بھی بنچ بن گیا، بہاولپور بھی بعد میں ڈویژن بنا اور وہاں بھی ہائیکورٹ کا بنچ بن گیا لیکن آج تک سرگودھا ڈویژن کی عوام کا یہ دیرینہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔وہ لوگ بارہ گھنٹوں کی مسافت طے کر کے لاہور پہنچتے ہیں اور یہاں آ کر جب انہیں پتا چلتا ہے کہ صبح وکلاء نے ہڑتال کی ہوئی ہے تو ان لوگوں پر کیا گزرتی ہے؟ پھر وہ لوگ بارہ بارہ گھنٹے اور دو دو دن سفر کر کے واپس جاتے ہیں۔یہ مسئلہ پوری سرگودھا ڈویژن کی عوام کا ہے لیکن آج تک اس کا کوئی حل نہیں نکلا۔یہاں پر سرگودھا کے ممبران موجود ہیں، میں ان کی بھی حمایت چاہوں گا۔مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس سلسلے میں قرارداد ایوان میں پیش کر سکوں۔میں نے پچھلے اجلاس میں پیش کی تھی لیکن

اس دن سیشن off ہونے کی وجہ سے اس پر رائے نہیں مل سکی لہذا ہمیں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کاہلوں صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ sub-judice matter ہے لہذا یہ اسمبلی میں نہیں آ سکتا۔ یہ matter ہائیکورٹ میں pending پڑا ہوا ہے اور اس کا فیصلہ وہاں پر ہی ہو گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس ایوان کے ممبر ہیں اور آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ rules کیا ہیں؟ sub-judice matter یہاں take up نہیں ہو سکتا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: ہمیں قرارداد پیش کرنے کی تو اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ matter ہی sub-judice ہے تو کس طرح اجازت دی جائے؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! یہ پوری ڈویژن کا matter ہے اور میں ڈویژن کی عوام کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر وہی بات کر رہے ہیں۔ یہ sub-judice matter ہے اس میں میری رائے نہیں چلنی۔ اس کا فیصلہ ہائیکورٹ میں ہی ہو گا۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ ہماری Petroleum price increase کے حوالے سے جو قرارداد ہے اسے take up کیا جائے۔ آپ یہ حق رکھتے ہیں، آپ اس کی ہمیں اجازت دے سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اس کو پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے ایک بات طے ہو چکی ہے۔ آپ قائد حزب اختلاف سے کہیں کہ وہ اس بارے میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس ہاؤس کے اندر جس وقت out of turn Resolution لائی جاتی ہے تو کیا اس وقت قائد حزب اختلاف کو consult کیا جاتا ہے؟ اس وقت قائد حزب اختلاف کو consult نہیں کیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ consensus کے ساتھ Resolution کو لایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ایسا نہیں ہے۔ جس وقت آپ ہماری پارٹی کے خلاف Resolution لاتے ہیں تو وہ rules کو suspend کر کے out of turn پیش کی جاتی ہے۔ عامر سلطان چیمہ بے چارہ اس وجہ سے suspend ہو جاتا ہے کہ وہ کورم point out کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت تو آپ قائد حزب اختلاف سے consult نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں۔ ہمیں یہ قرارداد out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آج Chair کی یہ ruling تھی کہ price hike پر debate رکھی جائے گی۔ رانا اقبال صاحب آج یہ بات کہہ کر گئے ہیں کہ اس حوالے سے debate رکھی جائے گی اور انہوں نے نام بھی مانگے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے علم میں ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صبح ڈاکٹر طاہر علی جاوید سے ان کی بات ہوئی ہے۔ اس کے بعد Chair کی طرف سے commitment ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باری باری بات کریں۔ محترمہ! ابھی آپ تشریف رکھیں۔ This is no way. جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہو تو باقی کو بیٹھے رہنا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں کورم point out کر رہی ہوں کیونکہ اس وقت House میں ممبران کا جو interest ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ بہت سارے اہم issues ہیں کہ جن پر یہاں اسمبلی میں بات ہونی چاہئے، بحث ہونی چاہئے لیکن یہاں پر تو کورم ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 5-جنوری 2011 صبح 10-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔